9

ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ
۲۹ اگست ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

اَحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مقتول کے خون کی سزا

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِّنْ دَمِھَا لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قتل کیا جاتا کسی کو ظلم کے طریقہ پر مگر ہوتا ہے آدمؑ کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اُس کے خون کا ایک حصّہ اس لئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ نکالا تھا۔ (بخاری و مسلم)

طلب علم کی فضیلت

عَنْ کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّیْ جِئْتُکَ مِنْ مَدِیْنَۃِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تُحَدِّثُہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَۃٍ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّۃِ وَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَ اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَسَمَّاہُ التِّرْمِذِیُّ قَیْسَ بْنَ کَثِیْرٍ۔

کثیر بن قیسؓ کہتے ہیں میں دمشق کی مسجد میں ابوالدرداؓ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا اے ابوالدرداؓ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ سے یہ سُن کر آیا ہوں کہ تمہارے پاس ایک حدیث ہے جس کو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہو۔ اور کوئی غرض بجز اس کے میرے یہاں آنے کی نہیں ہے۔ ابوالدرداءؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا ہے کہ جو شخص طلب علم کے لئے سفر اختیار کرے اللہ اس کو بہشت کے راستہ پر چلاتا ہے۔ اور فرشتے طالب علم (دین) کی رضامندی کے لئے اپنے پروں کا اس پر سایہ ڈالتے ہیں۔ اور عالم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں کے اندر ہے (جیسے فرشتے) اور جو زمین پر ہے (مثلاً انسان۔ جن اور حیوانات وغیرہ تمام مخلوقات) استغفار کرتی ہے۔ اور (یہاں تک کہ) مچھلیاں بھی پانی کے اندر مغفرت کی دُعا کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ چودھویں رات کا چاند ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے اور عالم پیغمبروں کے وارث و جانشین ہیں۔ اور انبیاء کا ورثہ دینار اور درہم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا ورثہ علم ہے جس کا وارث (انہوں نے) عالم کو بنایا ہے۔ پس جس شخص نے علم کو حاصل کیا اُس نے کامل حصّہ پایا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی اور ترمذی نے راوی کا نام قیس بن کثیر لکھا ہے۔)

عالم کی فضیلت کا بیان

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ مَکْحُوْلٍ مُرْسَلًا وَلَمْ یَذْکُرْ رَجُلَانِ وَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ وَسَرَدَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اٰخِرِہٖ

ابی امامۃ الباہلیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم (یعنی یہ پوچھا گیا کہ ان میں سے کون افضل ہے) پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عالم عابد پر ایسی فضیلت رکھتا ہے۔ جیسا کہ میں تم میں سے ادنٰے آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں اس کے لئے دُعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔ (ترمذی) اور دارمی نے مرسل طریقہ پر اس روایت کو مکحول سے نقل کیا ہے۔ جس میں دو آدمیوں (عالم و عابد) کا ذکر نہیں ہے اور کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم عابد پر اتنی فضیلت رکھتا ہے جتنی کہ میں تمہارے ادنٰے آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ یعنی خدا کے بندوں میں علماء خدا سے ڈرتے ہیں پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

ایک پیشین گوئی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّاسَ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّ رِجَالًا یَّاْتُوْنَکُمْ مِّنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِھِمْ خَیْرًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ لوگ تمہارے تابع ہیں۔ اور البتہ بہت سے آدمی تمہارے پاس اطراف زمین سے علم دین سمجھنے آئینگے تم ان کو بھلائی کی وصیّت کرنا۔ (ترمذی)

اچھی بات کو حاصل کرو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْحَکِیْمِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّاِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْفَضْلِ الرَّاوِیُّ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ فائدہ دینے والی بات عقلمند آدمی کا مطلوب ہے۔ پس جہاں وہ اس کو پائے اس کا وہ مستحق ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس حدیث کے راوی ابراہیم بن فضل کو ضعیف خیال کیا جاتا ہے۔ روایت حدیث میں)

نوٹ۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

ہفت روزہ خُدّام الدّین لاہور

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۳ صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۶

بھارت کی پاکستان دُشمنی

ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت نے جب پاکستان کا مطالبہ کیا تو ہندو اور سکھ دونوں نے اس کی شدّت سے مخالفت کی ۔ تقسیم ملک سے پہلے صوبہ بہار ۔ نواکھلی اور راولپنڈی ڈویژن کے فسادات اسی مخالفت کا نتیجہ تھے ۔ اسمبلی ہال لاہور ، کے سامنے ماسٹر تارا سنگھ کا کرپان دکھا کر یہ اعلان کہ " جو مانگے پاکستان اس کو بھیجو قبرستان " ان کے ناپاک ارادوں کو ظاہر کر رہا تھا ۔

ہندو اور سکھ کی شدید مخالفت کے باوجود اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے مطالبہ کو شرفِ قبولیت بخشا اور مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آگئی ۔ تقسیم ملک کے بعد سکھ کی قومی حیثیت فنا ہوگئی اور اور اس کے ساتھ ہی اس کی پاکستان دشمنی خود بخود ختم ہوگئی ۔ لیکن ہندو گیارہ سال سے مسلسل پاکستان کو تباہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے ۔ بھارت میں کچھ جماعتیں تو اب بھی ایسی موجود ہیں جن کا نصب العین ہی اکھنڈ (متحدہ) ہندوستان ہے ۔ وہ پاکستان کو ختم کرکے دوبارہ ہندوستان میں مدغم کرنا چاہتی ہیں ہندو مہا سبھا اور جن سنگھ اسی قسم کی متعصب اور تنگ نظر جماعتیں ہیں ۔ جو معمولی سا بہانہ پاکر بھارت کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے میں فخر محسوس کرتی ہیں ۔ وہ گاہے گاہے پاکستان کے خلاف زہر بھی اُگلتی رہتی ہیں ۔

بھارت کی برسر اقتدار جماعت کانگرس نے پہلے تو نظریۂ پاکستان کی مخالفت میں پُورا زور صرف کیا ۔ اس کے بعد مسلمانوں سے سودا کرنا چاہا ۔ لیکن جب یہ سب حربے کارگر نہ ہُوئے تو بادل ناخواستہ پاکستان کو تسلیم کرلیا ۔ بنگال اور پنجاب کی تقسیم سے لنگڑا پاکستان بنادیا ۔ لیکن کانگریس کے نیتا اپنے دل میں پاکستان دشمنی کو اب تک چھپائے ہوئے ہیں ۔ وہ اس دشمنی کا اظہار گاہے گاہے الفاظ میں بھی کرتے رہتے ہیں ۔ بھارت کے وزیر داخلہ اور وزیر دفاع کی تقریریں اس دشمنی کی چند مثالیں ہیں ۔ اس کے علاوہ مسلسل گیارہ سال سے وہ پاکستان کو طرح طرح کی مشکلات میں پھنسانے کی کوششیں کرتے رہے ہیں ۔ دس لاکھ کے قریب بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام ۔ پچاس ہزار سے زائد مسلمان عورتوں اور بچوں کا اغوا ۔ کروڑوں پناہ گزینوں کی آمد ۔ آئے دن کے سرحدی تنازعات کشمیر اور نہری پانی کے مسائل ۔ یہ سب بھارت کے ترکش کے وہ تیر ہیں جو وقتاً فوقتاً پاکستان کے سینہ میں پیوست کئے گئے ۔ لیکن پاکستان یہ سب وار سہ کر بھی اب تک زندہ ہے ۔ اس لئے کہ ؎

نورِ خُدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا ۔ اس لئے ہمارے عوام اور حکام کی نااہلیت کے باوجود اللہ تعالےٰ اس کی حفاظت فرما رہے ہیں ۔ تاکہ یہاں اسلام کو فروغ دیا جا سکے ۔ یہی وجہ ہے ...... کہ پاکستان کو ختم کرنے کی بھارت کی تمام کوششیں اب تک ناکام ہو چکی ہیں ۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ بھی کامیاب نہ ہوسکیں گی ۔

بھارت کی تازہ کوشش مشرقی پاکستان کی سرحد پر بھارتی فوجوں کی اندھا دھند فائرنگ ہے ۔ پاکستان مسلسل احتجاج کر رہا ہے ۔ مگر بھارت کے نیتاؤں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ وہ اُلٹا پاکستان کو ملزم گردان رہے ہیں ۔ اگر ایک مقام پر فائرنگ بند ہوتی ہے تو دوسرے پر شروع ہو جاتی ہے ۔ وزیر اعظم پاکستان نے وزیر اعظم بھارت سے مداخلت کی درخواست کی تو اصل مسئلہ کو کھٹائی میں ڈال دیا جاتا ہے ۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق یہ ملاقات غالباً ۱۱ ستمبر کو ہوگی ۔ گویا ابھی ہفتہ عشرہ اور پاکستان کی نہتی آبادی کو فائرنگ کا مزا چکھنا پڑے گا ملاقات کے بعد بھی ہمیں حالات کے بہتر ہونے کی امید نہیں ہے ۔ ایسی ملاقاتیں کئی بار پہلے ہو چکی ہیں ۔ اور ہر بار نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات نکلتا رہا ۔

ہم صلح اور امن کے حامی ہیں ۔ ہماری رائے میں جنگ دونوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی ۔ اس لئے اس سے حتی الوسع دونوں ملکوں کو بچنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ لیکن ہندو کی ذہنیت انگریز سے ملتی جلتی ہے ۔ وہ باتوں کی بجائے لاتوں کا قائل ہے ۔ پاکستان صرف باتیں بنانی جانتا ہے ۔ اس لئے تمام مسائل کھٹائی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ پاکستان اگر ان مسائل کو حل کرنا چاہتا ہے ۔ تو اس کے لئے دو ہی راستے ہیں ۔ یا تو بھارت کے موقف کو تسلیم کرلے ۔ یا ان مسائل کو طاقت کے بل بوتے پر حل کرنے کی کوشش کرے ۔

تبلیغ دین و اشاعت اسلام کی سعادت

ادارہ ہفت روزہ خُدّام الدّین لاہور نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۵۵ء ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۷ء کے شمارہ جات بغرض تعارف اشاعت نصف قیمت پر فروخت کردیئے جائیں ۔

اس کار خیر میں تعاون فرمانے والے حضرات کم از کم پانچ روپے دس آنے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چالیس پرچوں کا بنڈل منگوا سکتے ہیں ۔ امید ہے کہ قارئین کی اکثریت اس نادر رعایت سے استفادہ حاصل کرے گی ۔

نوٹ

یہ یاد رہے کہ یہ پرچے مسلسل (ترتیب وار) مہیا نہ ہوسکیں گے ۔

" مینیجر "

برائے کشتنِ باطل تری شمشیر ہے مُسلم

(از قلم ... جناب عبدالرحیم صاحب جاوید الہ آبادی)

مُسلماں بر سرِ پیکار ہو افواجِ باطل سے
تُو خائف ہو نہ ہرگز فتنہ ہائے راہِ منزل سے
جلا دے خرمنِ باطل کو سوزِ شعلۂ دل سے
خدارا کام لے اب جذبۂ ایمانِ کامل سے
کہ رقصاں فتنۂ باطل سرِ شمشیر ہے مسلم
برائے کشتنِ باطل تری شمشیر ہے مسلم

ہے مانگی جنّتِ کشمیر تجھ سے آج بھارت نے
نہیں شاید اُسے خائف کیا اب تیری ہیبت نے
نہیں جذبہ دکھایا کیوں تری روحِ جلالت نے
گوارا کر لیا ہے کس طرح یہ تیری غیرت نے
کرے تدبیر جو تو بس وُہی تقدیر ہے مُسلم
ترے خالق کی نظروں میں تری توقیر ہے مسلم

سکھاتے جاہلوں کو تُو نے آئینِ جہانداری
دیا اقوام کو تو نے ہمیشہ درسِ جرّاری
قسم یزداں کی ہے بازو میں تیرے ضربِ کرّاریؓ
کچل! طاغوتیوں کی آج غدّاری و مکّاری
ترے سینے میں پنہاں جذبۂ شبّیرؓ ہے مسلم
یدِ بیضا کی پہلو میں ترے تنویر ہے مُسلم

کفن بردوش چل کشمیر کو شوقِ شہادت میں
جلا دے شمعِ ایماں آج تو اس کفر و ظلمت میں
نہ گھبرا تو خدائے دو جہاں ہے تیری نُصرت میں
یقیناً پرچمِ اسلام لہرائیگا بھارت میں!
تو کر حاصل اسے کیونکہ تیرا کشمیر ہے مسلم
ترا مشکلکشا یہ نعرۂ تکبیر ہے مسلم

خدارا آج کر کشمیریوں کی چارہ فرمائی
ملا دے خاک میں سب کفر کی ہنگامہ آرائی
نہیں شک تیرے ہاتھوں میں ہے سامانِ پذیرائی
ترے نعروں سے روحِ اشقیا جاویدؔ تھرّائی
تری تقریر میں اسلاف کی تاثیر ہے مسلم
برائے کشتنِ باطل تری شمشیر ہے مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۶ر صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ر اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

ہر سرپرست اللہ تعالےٰ کی طرف سے اپنے ماتحتوں کی دینی اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے

اس فرض کے انجام دینے کے لئے سب سے پہلے ذمہ دار انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں یہی وجہ تھی

کہ ان کی اُمتیں ان کی توہین اور تذلیل کرتی تھیں۔ پھر بھی وہ ان کی اصلاح سے دستکش نہیں ہوتے تھے۔ حالانکہ ان حضرات کی ذاتی غرض کوئی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ سورہ شعراء پارہ ۱۹ میں بہت سارے انبیاء علیہم السلام کے اعلانات موجود ہیں۔ (وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورہ شعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور میں تم سے اس (دین کے سکھانے) پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے واقعات بطور شہادت پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۸ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور انہیں نوح کا حال سنا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم اگر تمہیں میرا تم میں رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو۔ تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اب تم سب مل کر اپنا کام مقرر کرو اور اپنے (خدا سے بنائے ہوئے) شریکوں کو جمع کرو۔ پھر تمہیں اپنے کام میں شبہ نہ رہے۔ پھر وہ کام میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ پھر اگر منہ پھیرو تو میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ اللہ پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ فرمانبرداروں میں رہوں۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور انہیں جانشین بنا دیا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ انہیں غرق کر دیا۔ سو دیکھ لو۔ کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے اُن کا انجام کیسا ہُوا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے سر ایذا کو برداشت کیا۔ تکلیفیں اُٹھائیں۔ مگر آخر دم تک پیچھے نہیں ہٹے اور تبلیغ حق کا فرض انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی موجودگی میں مخالفین حق غرق کر دیئے گئے۔

بطور نمونہ قوم عاد کا قصّہ ملاحظہ کیجئے

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائیگا۔ اور تم نافرمان ہوکر نہ پھر جاؤ۔ کہا۔ اے ہود۔ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔

اس کشمکش کا نتیجہ

یہ نکلا (وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ڀ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم پہنچا۔ تو ہم نے ہود کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔ اور یہ عاد تھے کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہوئے۔ اور اس کے رسولوں کو نہ مانا۔ اور ہر ایک جبّار سرکش کا حکم مانتے تھے۔ اور اس دُنیا میں بھی اپنے پیچھے لعنت چھوڑ گئے۔ اور قیامت کے دن بھی خبردار بے شک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا۔ خبردار عاد جو ہود کی قوم تھی اللہ کی رحمت سے دُور کی گئی۔

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ ہود علیہ السلام قوم عاد کی اصطلاح کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہُوئے تھے۔ اس لیے باوجود ان لوگوں کی تکالیف پہنچانے کے ان کی اصلاح سے دست بردار نہیں ہوئے۔ تاآنکہ قوم اللہ تعالےٰ کے عذاب میں مبتلا ہوکر دُنیا سے رخصت ہوگئی۔ اور یہ بھی حضرت ہود علیہ السلام

نے ان کے سامنے اعلان کر رکھا تھا۔ کہ میں فقط اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں تمہاری اصلاح چاہتا ہوں۔ ورنہ مجھے تم سے کوئی معاوضہ حاصل کرنا مقصود نہیں ہے۔

مذکور الصدر

دو پیغمبروں کے واقعات سے یہ چیز پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام جب کسی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے تو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی آخری دم تک قوم کی اصلاح کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ آج کل بھی دینِ الٰہی کے مجموعہ قرآن مجید اور اس کی شرح ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اشاعت کرنے والے حضرات کو بھی یہی مسلک اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ قوم کی اصلاح کی آخری دم تک سر توڑ کوشش کریں۔ اور ضروریاتِ زندگی کا کفیل رب العالمین کو بنائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تین گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سرپرست ہیں دو مذہبی اور ایک سیاسی

دو مذہبی گروہ

علماء کرام اور صوفیائے عظام یہ دونوں حضرات مسلمانوں کے مذہبی سرپرست سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو کوئی مسئلہ شرعی پیش آئے تو علمائے کرام کے دروازے پر جاتے ہیں۔ اور باطن کی اصلاح کے لئے صوفیائے کرام کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ کہ حضرت اللہ اللہ سیکھنے کے لئے خدمت میں حاضر ہُوا ہوں۔

لہٰذا دونوں گروہوں کے ذمہ دار حضرات

کا لازمی اور ضروری فرض ہے کہ جو ان کے پاس آئے۔ اسے کتاب و سنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔ اور ان کے ذہن میں یہ چیز ڈال دیں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو اس کی تدبیر فقط یہ ہے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے لئے ہر معاملہ میں فیصلہ کن مان لو۔ اگر آپ کے دلوں میں یہ چیز پیدا ہوگئی۔ اور آپ نے اس طریق کار کو لحد قبر تک نباہا تو انشاء اللہ تعالیٰ قبر

بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔

اگر قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

کے فیصلے کے ماننے سے انکار کیا تو اس انکار کے باعث انسان کافر ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی برادری میں شامل رکھے۔ ایسے شخص کے حق میں قرآن مجید میں یہ اعلان آیا ہے۔

(اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش۔ ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو اُنہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

قرآن مجید میں بھی علماء کرام اور صوفیائے عظام ہی کو مذہب کا محافظ قرار دیا گیا ہے

(لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۹ پارہ ۶

ترجمہ۔ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے۔ البتہ بُری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ چونکہ اہل کتاب کی بے دینی کو ان کے فقراء (صوفیا) اور علماء نہیں روکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان دونوں جماعتوں سے اپنی ناراضگی کا اظہار فرما رہا ہے۔ کہ قوم کی گمراہی میں ان دونوں جماعتوں کا بھی حصّہ ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ یہ دونوں مذہبی جماعتیں اُمّت کی اصلاح کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو اس کے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا حال یہ ہی ہُوا۔ کہ لوگ عموماً دُنیوی لذات و شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال اور اس کے قوانین و احکام کو بھلا بیٹھے۔ اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے۔ اُنہوں نے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا فریضہ ترک کر دیا۔ کیونکہ دُنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے۔ مخلوقِ خدا کا خوف یا دنیا کا لالچ حق کی آواز بلند کرنے سے مانع ہوتا تھا۔ اسی سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ اسی لئے امت محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو قرآن و حدیث کی بیشمار نصوص میں بہت ہی سخت تاکید و تہدید کی گئی ہے۔ کہ کسی وقت اور کسی شخص کے مقابلہ میں اس "فرض امر بالمعروف" کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں"

کھرے اور سچّے صوفی کی پہچان

جس طرح کھرا اور سچّا عالم وہ ہے جو کتاب و سنۃ کی روشنی میں مسلمانوں کی راہنمائی کرے۔ اسی طرح کھرا اور سچّا صوفی وہ ہے۔ جس کے اذکار و اشغال کتاب و سنۃ کے موافق ہیں۔ اگر بالفرض صوفی کہلائے اور آسمان پر پرواز کرتا ہُوا آئے اور لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور لوگوں کی زبان سے قبلۂ عالم کا لقب پائے۔ لیکن اگر اس کا طریقہ کتاب و سنۃ کے طریقے کے خلاف ہے تو ایسے شخص کو اپنا مصلح بنانا گناہ ہے۔ اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے اور اگر لاعلمی میں ہو جائے تو اس کا توڑ دینا فرض عین ہے کیونکہ **ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں**

لہٰذا جو شخص ان دو دروازوں سے مردود ہو وہ مسلمانوں کا امام اور راہنما کیسے ہوسکتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی نے اس مردود کو اپنا راہ نما مان لیا تو پھر اُوپر والے دونوں دروازوں سے یہ بھی مردود ہو جائے گا۔

ہر صوفی کا فرض

جس طرح ہر عالم دین کا فرض ہے کہ اپنے تابعداروں کو کتاب و سنت کی تعلیم سے روشناس کراتا رہے تاکہ انہیں ہر معاملہ میں حق و باطل میں تمیز کرنے کی توفیق ہوتی رہے۔ اسی طرح ہر صوفی کا فرض ہے کہ اپنے معتقدین کے دلوں میں کتاب وسنت کے نور کی کرنیں وقتاً فوقتاً ڈالتا رہے۔ تاکہ وہ لوگ اصل مقصود رضا الٰہی اور رضائے سیّد الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنائیں۔ اور یہ اذکار و اشغال اس جذبہ کے پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا تیسرا سرپرست گروہ حکومت اسلامیہ کے سرکاری عہدہ دار ہیں

اس کا قرآن مجید سے ثبوت ملاحظہ ہو

وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ ؕ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

سورہ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کریگا۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔ وہ لوگ اگر ہم انہیں دُنیا میں حکومت دیدیں تو نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں۔ اور بُرے کاموں سے روکیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ ان دینداروں کی ضرور مدد کرے گا۔ جنہیں اگر اللہ تعالےٰ حکومت دیدے تو ارکان دین (مثلاً نماز اور زکوٰۃ) کے خود بھی پابند ہونگے۔ اس کے علاوہ اپنے سیاسی رعب داب کے ذریعہ سے لوگوں کو نیکی کا حکماً پابند بنائیں گے۔ اور بُرائی سے حکماً روکینگے

شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ

یہ نکلا کہ حکومت اسلامیہ کے سرکاری عہدہ داروں کو اللہ تعالےٰ نے حکومت فقط اس لئے نہیں دی۔ کہ لوگوں سے مختلف قسم کے ٹیکس وصول کرکے اپنی بھاری بھرکم تنخواہیں ہی وصول کرتے رہیں اس کے علاوہ سرکاری موٹروں پر سواری کریں سرکاری بنگلوں میں رہیں اور سرکاری ٹرینوں میں مفت سفر کریں۔

نہیں نہیں

بلکہ ان کا فرض ہے کہ اس اسلام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اسلام کا خاکہ متعین کیا گیا تھا جس کے متن کا مجموعہ قرآن مجید ہے اور جس کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے اس اسلام کے خود بھی پابند ہوں اور حکومت کے زور سے مسلمانوں کو اس پر چلنے کے لئے مجبور کریں۔ پھر بھی جو شخص قانون اسلامی کی بغاوت سے باز نہ آئے۔ حکومت اسلامی کا فرض ہے کہ جب تک وہ اسلامی قانون کی بغاوت سے توبہ نہ کرے اسے جیلخانہ کی کوٹھری میں بند رکھا جائے۔

اے ارکان حکومت پاکستان

میرے بھائیو۔ سطور بالا میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے فرض منصبی کی طرف میں نے آپ کو توجہ دلائی ہے۔ چونکہ آپ میں سے شاید ہی کوئی [illegible] کتاب و سنت کا عالم ہو۔ ورنہ آپ میں اکثر دین کے علم سے عاری ہیں۔ میں نے آپ کی خیر خواہی کی ہے کہ آپ کو ایک سخت خطرے سے آگاہ کیا ہے کیونکہ اگر آپ وہی کچھ کرکے دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ جو تنخواہوں اور بنگلوں کے سلسلہ میں عرض کر چکا ہوں تو اس جرم عظیم کے باعث مرنے کے ساتھ ہی فوراً اس کی سزا شروع ہو جائے گی۔ اور وہ سزا قبر کا عذاب ہوگا۔ آپ کی قبریں دوزخ کا گڑھا بن جائیں گی۔

اور پھر

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں آپ کا یہ عذر بھی نہیں سُنا جائے گا۔ کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے قانون کا علم ہی نہیں تھا۔

کیونکہ

اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے کہ اس نے کس صدی میں تبلیغ دین الٰہی کے لئے کونسا آدمی پیدا کیا تھا۔ جس طرح رب العالمین ہر موسم میں اپنی مخلوقات کی جسمانی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے سبزیاں۔ ترکاریاں میوہ جات اور اناج تازہ پیدا کر دیتا ہے بعینہٖ ہر دور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے نئے نئے اپنے بندے پیدا کر دیتا ہے۔ جو کسی کی

ملامت یا مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے

کھلم کھلا اللہ تعالےٰ کے بندوں کو پیغام حق پہنچا دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

سورہ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا۔ تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا۔ کہ اللہ ان کو چاہتا ہے۔ اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل ہونگے۔ اور کافروں پر زبردست۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے۔ اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں"۔ اس آیت میں اسلام کی ابدی بقا اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیشین گوئی کی گئی ہے۔ پچھلی آیات میں کفار کی موالات سے منع کیا گیا تھا۔ ممکن تھا کہ کوئی شخص یا قوم موالات کفار کی بدولت صریحاً اسلام سے پھر جائے۔ جیسا کہ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ میں تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کر دیا۔ کہ ایسے لوگ اسلام سے پھر کر کچھ اپنا ہی نقصان کریں گے۔ اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ حق تعالےٰ مرتدین کے بدلے میں یا ان کے مقابلہ پر ایسی قوم لے آئے گا۔ جن کو خدا کا

عشق ہو - اور خدا ان سے محبت کرے - وہ مسلمانوں پر شفیق و مہربان اور دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں غالب اور زبردست ہوں گے - یہ پیشینگوئی بحول اللہ و قوتہ ہر قرن میں پوری ہوتی رہی ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبرؓ کے عہد میں پھیلا - کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے - مگر صدیق اکبرؓ کی ایمانی جرأت اور اعلیٰ تدبیر اور مخلص مسلمانوں کی سرفروشانہ اور عاشقانہ خدمات اسلام نے اس آگ کو بجھایا - اور سارے عرب کو متحد کرکے از سر نو اخلاص ایمان کے راستہ پر گامزن کر دیا - آج بھی ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں - کہ جب کبھی چند جاہل اور طامع افراد اسلام کے حلقہ سے نکلنے لگتے ہیں تو ان سے زیادہ اور ان سے بہتر تعلیم یافتہ اور محقق غیر مسلم کو اسلام اپنی فطری کشش سے اپنی طرف جذب کرلیتا ہے - اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے خدا ایسے وفادار اور جاں نثار مسلمانوں کو کھڑا کر دیتا ہے - جنہیں خدا کے راستہ میں کسی کی ملامت اور طعن تشنیع کی پروا نہیں ہوتی - انسان کی بڑی سعادت اور اس پر خدا کا بڑا فضل یہ ہے - کہ وہ فتنہ کے وقت خود جادۂ حق پر ثابت قدم رہ کر دوسروں کو ہلاکت سے بچانے کی فکر کرے - خدا جن بندوں کو چاہے - اس سعادتِ کبریٰ اور فضل عظیم سے حصہ وافر عطا فرماتا ہے - اس کا فضل غیر محدود ہے - اور وہ ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا بندہ اس کا اہل اور مستحق ہے -

شخصی سرپرستی جو ہر گھر کے ذمہ دار اور اس کی بیوی اور اس کے غلام پر عائد ہوتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ - عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - خبردار تم میں سے ہر ایک حاکم ہے - اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی - پس سرکاری عہدیدار وہ جو لوگوں پر حاکم مقرر کیا گیا ہے - اس سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی اور وہ مرد جو اپنے گھر والوں پر حاکم ہے - اس سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائیگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اور اس کی اولاد پر حاکم ہے اس سے بھی ان کے متعلق باز پرس کی جائیگی اور آدمی کا غلام اپنے سردار کے مال کا محافظ ہے - اس سے اس مال کے متعلق باز پرس کی جائے گی - خبردار - پس ہر ایک تم سے حاکم ہے - اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائیگی -

اس ارشاد نبوی کے متعلق کچھ تفصیل

اس حدیث شریف میں سب سے پہلے مسلمانوں کے حاکم کی ذمہ داری کے متعلق ارشاد تھا - چونکہ اس کے متعلق اسی خطبہ میں پہلے تفصیل عرض کی جاچکی ہے اسلئے یہاں اس تفصیل کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے - اس کے بعد ہر گھر کے ذمہ دار کی ذمہ داری کا ذکر ہے - کہ اس سے بیوی اور بچوں کے حقوق کے متعلق محاسبہ ہوگا - حقوق دو قسم کے ہیں جسمانی اور روحانی مثلاً کیا تم خداداد توفیق کے مطابق بیوی اور بچوں کو خرچ دیتے تھے - یا خود امیرانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتے تھے اور بیوی اور بچوں کو کپڑے اور روٹی کے لئے فقط قوت لایموت دیتے تھے اور وہ بھی تیوری چڑھا کر - اس قسم کا سوال تو جسمانی تربیت کے متعلق ہو سکتا ہے - روحانیت کے متعلق سوال - مثلاً کیا تم نے اپنی بیوی اور بچوں کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات سے آگاہ کیا تھا - اور اگر آگاہ کیا تھا - تو کیا پھر بیوی اور بچوں سے عمل بھی کرایا کرتے تھے - اور جو ان میں سے عمل نہیں کیا کرتا تھا - کیا تم اس پر گرفت کیا کرتے تھے - مثلاً بیوی اور بیٹوں اور بیٹیوں نے نماز نہیں پڑھی تھی تو تم نے ان پر گرفت کی تھی - اور کیا اس سستی پر انہیں سزا دی تھی یا سزا کی دھمکی دی تھی - کہ آج تو معاف کرتا ہوں - لیکن آئندہ اگر نماز نہ پڑھی تو جوتوں سے سر گنجا کر دونگا - علی ہذا القیاس اس شخص کے گھر میں جتنے بھی خلاف شرع کام ہوتے رہے ہیں سب کے متعلق اس گھر کے ذمہ دار سے باز پرس ہوگی - کہ تم نے خلاف شرع چیزوں کو گھر سے کیوں نہیں ہٹایا تھا -

برادرانِ اسلام ہوش کرو اور چوکنے ہو جاؤ

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی نیکیوں پر بھروسہ کرکے بہشت کے داخلہ کے امیدوار بن کے بیٹھے رہو - اور جب معروضات سابقہ کا حساب و کتاب تم سے لیا جائے تو فیل ہو جاؤ - اور بجائے جنت میں جانے کے جہنم میں جھونک دیئے جاؤ - پھر خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے تم جہنم سے نکل آؤ -

بیوی صاحبہ کا امتحان

گھر کے مالک کی اہلیہ کا حکم اپنے بچوں اور نوکروں (یا غلاموں جو آج کل پاکستان میں نہیں ہیں) خوب چلتا ہے - میاں صاحب کی طرح بچوں اور نوکروں کو بھی بیوی صاحبہ کا حکم ضرور ماننا پڑتا ہے - اب اگر بیوی صاحبہ سے مثلاً یہ سوال کیا جائے - کہ تم نوکروں سے سارا دن بازار سے سودے تو منگواتی تھی - اور برتن تو منجھواتی تھی - چارپائیوں پر بستر تو بچھواتی تھی مگر کیا نماز کے وقت بچوں سے یا نوکروں سے حکماً نماز بھی پڑھواتی تھی - اور جس طرح دنیا کا کام نہ کریں تو سزا دیتی تھی - کیا نماز نہ پڑھنے پر بھی انہیں سزا دیتی تھی مستورات سے کہتا ہوں - بیٹی نوکروں اور بچوں کے متعلق جو سوالات عرض کر رہا ہوں - کوئی بعید نہیں کہ قیامت کے دن تم سے اسی قسم کے سوالات کئے جائیں - لہٰذا بیٹی تمہارا فرض ہے کہ جس طرح نوکروں پر حکم کرکے ان سے دنیا کے کام کراتی ہو ان کے دین کی حفاظت کرنا بھی تمہارا فرض ہے - بیٹی خدا تعالےٰ تمہیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم -

مجلسِ ذکر منعقدہ ۵ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی -

اللہ اللہ کرنیکا جو طریقہ صوفیائے عظام نے تجویز کیا ہوا ہے اسکو سیکھنے کی کیوں ضرورت ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

آج میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ اللہ کرنے کا جو طریقہ صوفیائے عظام نے تجویز کیا ہوا ہے اس کو کسی اللہ والے سے تعلق پیدا کر کے سیکھنے کی کیوں ضرورت ہے ؟ صوفیائے عظام کے بہت سارے طریقے ہیں - ان میں سے چار مشہور ہیں - نقشبندی - قادری - چشتی اور سہروردی - اسی طرح فقہائے عظام کے چار مسلک مشہور ہیں - حنفی - شافعی - مالکی اور حنبلی - اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں تو صوفیائے عظام کے طریقہ کے مطابق صحابہ کرام اللہ اللہ نہیں کیا کرتے تھے اب کیا ضرورت ہے ؟ آج میں اسی اعتراض کا جواب عرض کرنا چاہتا ہوں - ایک مثال عرض کرنی چاہتا ہوں - جس سے آپ سمجھ جائیں گے - کہ اللہ اللہ کرنے کی کیوں ضرورت ہے ؟ جب سورج نکلا ہوا ہو تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کسی کو چراغ جلانے کی ضرورت ہے ؟ ہرگز نہیں جو جلائے گا وہ بیوقوف سمجھا جائے گا - لیکن جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو ہر شخص کو اپنا چراغ جلانے کی ضرورت ہوتی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور آپ کی صحبت کی برکت سے پاک ہوگیا -

سبحان اللہ ! صحابہ کرام ایسے پاک ہوگئے کہ ان کی نظیر نہ دُنیا کی آنکھوں نے پہلے دیکھی تھی نہ بعد میں دیکھی جائیگی - یہ ٹھیک ہے کہ وہ اللہ ہُو کا ذکر نہیں کرتے تھے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیمیا اثر سے ان کے اندر ایسی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی کہ بعد میں ریاضت سے بھی ایسی صلاحیت کسی میں آج تک پیدا نہیں ہوئی - ان کی اس صلاحیت کی تعریفیں آسمان سے آئیں -

(وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِیْرًا)

سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے خلاف چلے تو ہم اُسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالینگے - اور بہت بُرا ٹھکانا ہے)

کمال دیکھئے اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرامؓ کو حضورؐ کے ساتھ مساوی درجہ پر لاکر کھڑا کر دیا - اس آیت میں المومنین کے مصداق صحابہ کرامؓ ہی ہیں - حضورؐ تو پیغمبر ہیں - معلوم ہُوا کہ صحابہ کرامؓ عین حضورؐ کے نقشِ قدم پر جا رہے تھے - اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو بھی ہمارے لئے نمونہ بنا دیا - اللہ تعالےٰ صحابہ کرامؓ کی تنقیص کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائیں - آمین یا الٰہ العالمین - صحابہ کرامؓ نے کلمہ تو حضورؐ ہی سے پڑھا تھا - آپؐ کی برکت ہی سے ان کو ایمان اور اسلام نصیب ہُوا - لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو حضورؐ کے ساتھ معیارِ حق بنا دیا - ان کی مخالفت کرنے والوں کے لئے فرماتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ دینگے کیونکہ دین میں زبردستی نہیں ہے -

(لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ) سورہ البقرہ رکوع ۳۴ پارہ ۳

ترجمہ - دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے -

لیکن ان کی مخالفت کرکے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس کو جنت میں بھیجا جائے گا - نہیں - اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا - نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم -

صحابہ کرامؓ نے قلبی - سری اور روحی وظیفے کبھی نہیں کئے تھے - ان کو ان کی ضرورت ہی نہ تھی - جب آفتاب رسالت اپنی کرنوں سے جہان کو روشن کر رہا تھا - تو کسی کو اپنا چراغ جلانے کی کیا ضرورت تھی - یہ وظیفے تو سورج غروب ہونے کے بعد اپنا چراغ جلانے کے مصداق ہیں - ان کے سامنے حضورؐ نمونہ موجود تھے -

(لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ)

الآیہ سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے -

اللہ تعالےٰ صحابہ کرامؓ کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

ان کو تو ہماری دُعاؤں کی ضرورت نہیں - ہمیں ان کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرنے کی ضرورت ہے - جس طرح سورج کے غروب ہو جانے کے بعد جو شخص بھی اپنا چراغ نہیں جلائے گا وہ کسی کنوئیں یا گڑھے میں گر کر ہلاک ہو جائے گا - اسی طرح اب حضورؐ کے بعد جو شخص ذکرِ الٰہی کی کثرت سے اپنے اندرونی امراضِ روحانی سے شفا نہیں پائیگا خطرہ ہے کہ اندرونی امراض روحانی کے باعث گمراہی کے کسی گڑھے میں جا گرے -

سرگودھا کے علاقہ میں کسی زمانہ میں مکھن عام - گھی عام - دودھ عام - لسی عام تھی - ہر چیز کھری ملتی تھی - کھلی ہوا تھی - کبھی سُنا ہی نہ تھا کہ کوئی بیمار بھی ہوتا ہے - وہاں کے بعض دوستوں نے مجھے بتلایا کہ ہمارے بزرگ کہا کرتے کہ ہم کبھی کبھی سُنا کرتے تھے کہ لاہور میں بعض آدمی بیمار ہوتے ہیں - اس لئے اس زمانے میں حکیم اور ڈاکٹر بہت کم ہوتے تھے - آج سے ۴۰ سال پہلے لاہور میں صرف دو حکیم تھے - مفتی سلیم اللہ صاحبؒ اور حکیم عالم شاہ صاحب مرحوم - اب گھی - دودھ - آٹا - ہلدی - مرچ - ہر چیز میں کھوٹ ہوتا ہے - اس لئے بیماریاں عام ہوگئی ہیں - اور چپہ چپہ پر حکیموں اور ڈاکٹروں کی دُکانیں ہیں - امریکہ سے جو گندم آرہی ہے اس کا آٹا ڈپوؤں سے ملتا ہے - اس کے کھانے سے پیٹ خراب ہو جاتا ہے - پیٹ کے خراب ہوجانے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں -

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اسی چیز کو اُدھر لے جائیے - حضورؐ کا آفتابِ رسالت نکلا ہُوا تھا - آپ کی صحبت

با برکت میں جو پہنچ گیا وہ رنگا گیا صحابہ کرامؓ ایسے رنگے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ہمارے لئے نمونہ بنا دیا۔ ان کو صوفیاء کرام کے اذکار (قلبی۔ روحی۔ سری نفسی) کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس کے متعلق حضورؐ کا ایک ارشاد عرض کرتا ہوں

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَؓ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ یَّخْرُجْ وَاَنَا فِیْکُمْ فَاَنَا حَجِیْجُہٗ دُوْنَکُمْ وَاِنْ یَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْکُمْ فَامْرَءٌ حَجِیْجُ نَفْسِہٖ الحدیث (رواہ مسلم) (باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال)

ترجمہ۔ نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر دجال خروج کرے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو میں اُس سے تمہارے سامنے بحث و گفتگو کروں گا (اور اس پر غالب آؤں گا) اور اگر وہ اس وقت نکلے جب کہ میں تم میں موجود نہ ہوں تو تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے اس سے بحث و گفتگو کرنے والا ہوگا۔ (یعنی اس کی بُرائیوں کو رفع کرنے والا اور اپنے آپ کو اس سے بچانے والا)

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضورؐ کے وصال کے بعد آپؐ کے ہر اُمتی کو اپنی فکر آپ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور سُنیئے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَہَادَۃُ اَحَدِہِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَہَادَتَہٗ (متفق علیہ) (باب الاقضیۃ والشہادات)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہترین لوگوں کا میرا قرن (زمانہ) ہے پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں۔ اور اس کے بعد وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے۔ اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ (یعنی بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر ان کے بعد کے لوگ (تابعین) اور پھر ان کے بعد کے لوگ (تبع تابعین) اور اس کے بعد کا زمانہ اعتبار کے قابل نہیں۔

آپؐ کے زمانہ مبارک میں صحابہ کرامؓ ہیں صحابی وہی ہے جو آپؐ کی صحبت سے مستفیض ہُوا۔ آپ اور صحابہ کرامؓ کا بہترین زمانہ ہے صحابہ کرامؓ کو حضورؐ کے ساتھ قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے نمونہ بنا دیا گیا اس کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین کے زمانہ کا آپؐ نے ذکر فرمایا۔ ہم تو بعد کے فتنہ والے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں اب تو کھرے کھوٹے کو پرکھنے کی استعداد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ میرا تعلق قادریہ خاندان سے ہے۔ لیکن میں صوفیاء کرام کے چاروں طریقوں کو ٹھیک سمجھتا ہوں۔ اور سب کی عزت کرتا ہوں۔ آپ سے بھی یہی عرض کروں گا کہ آپ بھی سب سے محبت رکھئے۔ چاروں طریقوں کا مقصد وصول الی اللہ ہے۔

میں کہا کرتا ہوں کہ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو باطن میں ایک چراغ جلتا ہے۔ پھر تمیز ہوتی ہے ہذا حلالٌ و ہذا حرامٌ۔ یہ تمیز پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ طالب صادق کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ شیخ سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

علماء اور صوفیاء میں سے کوئی کوئی کھرا سودا بیچتا ہے۔ اکثر کھوٹا سودا ہی بیچتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اللہ اللہ سیکھنے کی کیوں ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ صوفیائے کرام کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے ہمیں اللہ اللہ کرنے کے طریقے سکھلائے ہیں۔ اللہ ہُو کے پاک نام کی برکت سے حلال حرام کی تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر حرام مال سے پکایا ہُوا قورما۔ پلاؤ اور زردہ وغیرہ کھانے سے انسان کے دل میں نفرت پیدا ہوگی کیونکہ اس کو یقین ہے کہ ان کے کھانے سے اِدھر دل سیاہ ہو جائیگا اور اُدھر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے۔ اللہ ہُو کے پاک نام کی برکت سے اندر کا چراغ روشن ہو جائے تو انسان ٹھیک چلتا ہے۔ پھر یہ سوکھے ٹکڑوں کو دُنیا دار کے پلاؤ۔ زردہ اور قورما پر ترجیح دیتا ہے۔ کیونکہ اس سے اللہ ہُو کے پاک نام کی لذّت فنا ہو جاتی ہے۔ ہادی سے تعلق ہو تو پتہ چلتا ہے کہ کس وجہ سے مار پڑی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی پیغمبر کی اُمّت اس درجۂ کمال تک نہیں پہنچی۔ اب آپؐ کے وصال کے بعد اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ان حالات میں خطرات سے بچنے کے لئے ہر ایک کو چراغ جلانے کی ضرورت ہے۔

جن کو حلال حرام کی تمیز نہیں۔ وُہ سب اندھے ہیں۔ آپ کہتے ہیں بینا سارے اندھا کوئی۔ میں کہتا ہوں۔ اندھے سارے بینا کوئی۔ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں اندھا اور ہے۔ ہماری اصطلاح میں اندھا اور ہے۔ فَاِنَّہَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ہ

سورہ الحج رکوع ع۶ پارہ ع۱۷

ترجمہ۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

اگر ایک شخص آنکھوں سے اندھا ہے تو وہ ٹٹول کر معلوم کرلے گا۔ کہ اس پلیٹ میں پلاؤ ہے۔ اور اس میں زردہ ہے۔ لیکن اگر وہ باطن کا بینا ہے تو ہر ایک چیز کے متعلق بتلا دیگا کہ یہ حرام ہے۔ اور یہ حلال ہے۔ اگر پلاؤ حرام ہے۔ تو یہ بھی بتلائیگا کہ اس میں گھی حرام کا ہے۔ یا چاول یا نمک۔ یہ تمیز ہو تو اندھا بینا ورنہ بینا بھی اندھا۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ تمہارے وزیر اندھے۔ امیر اندھے۔ سیٹھ اندھے۔ زمیندار اندھے۔ اس اندھا پن کی وجہ سے حرام کھائیں گے۔ اور مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) (باب الکسب و طلب الحلال)

ترجمہ۔ جابرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی ہے۔ جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ اور جس گوشت نے حرام (مال) سے نشو و نما حاصل کی ہے۔ وہ دوزخ کے لائق ہے۔ (احمد۔ دارمی۔ بیہقی)

باطن کا بینا ساری دُنیا قربان کردیگا مگر حرام نہ کھائے گا۔ خواہ آپ ہزار منتیں کریں۔

باطن کا بینا ہر محلہ میں اوسطاً ایک بھی نہیں برادری میں ایک نہیں۔ ہزار میں ایک نہیں۔ ہر پچاس ہزار میں ایک نہیں۔ ایک لاکھ میں ایک نہیں

باقی صفحہ ۱۸ پر

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

وہ ہے اللہ تمہارا رب۔ اس کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ (القرآن)

توحید

● توحید ● توحید کا مفہوم ● ترغیب اور ترہیب کے حربے ● کلمۂ توحید

از فیروز سنز ٹرسٹ۔ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ـــ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ـــ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ ـــ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ـــ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

یہ آیات سورۂ حشر میں ہیں اور ان میں توحید خداوندی کو بڑے واضح اور دلنشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے ـــ خدا کی چند وہ صفات بھی بیان ہوئی ہیں۔ جن میں انسان کی پیدائش، اس کی پیدائش کی غرض و غایت، اس کا اپنے پیدا کرنے والے سے تعلق اور پیدا کرنے والے کا اونچا مقام اس طرح سمجھایا گیا ہے۔ کہ اس کی بزرگی اور عظمت دل میں اُتر جاتی ہے۔

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے:۔

وہی اللہ ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے ـــ جاننے والا ہے سب چھپی کھلی کا۔ وہی ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا ـــ وہی اللہ ہے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے وہ بادشاہ ہے۔ پاک ذات عیبوں سے بری، امن دینے والا محافظ، غالب، بڑا زبردست، کبریائی والا۔ پاک ہے اللہ، اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، سب کا موجد، صورت بنانے والا۔ اسی کے ہیں سب نام اچھے تسبیح کرتی ہے اس کی جو مخلوقات ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی ہے غالب حکمت والا۔

ـــ (۲۱ - ۲۴ آیات۔ تسہیل القرآن)

ان آیات میں توحید الٰہی کا جو تصوّر پیش کیا گیا ہے۔ اس کو سامنے رکھیں اور پھر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے اس تصوّر کے ذریعہ دنیا میں اتنا بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ کہ اس کی مثال تلاش نہیں کی جا سکتی۔ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم دُنیا میں تشریف لائے تو توحید کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ آدمؑ کی اولاد، نوحؑ اور ابراہیمؑ کی نسل اور دوسرے نبیوں کی اُمتیں نورِ توحید سے ناآشنا اور اندھیروں میں بھٹکنے کے سوا کچھ نہ جانتی تھیں ـــ حالت یہ تھی کہ انسانوں نے ہر چکنے پتھر اور ہر اُونچے درخت کو خدا بنا رکھا تھا۔ ہر گھنی جھاڑی، ہر سنسان مقام، ہر بہتا دریا ہر اونچا پہاڑ، ہر نقصان دینے والی طاقت اور ہر نفع پہنچانے والی قوت کے سامنے انسان کا سر جھک جاتا۔ اس کو اپنی ذات کو ذلیل کرنے میں کوئی عار نہ تھی ـــ وہ اللہ کو چھوڑ کر جب غیروں کے سامنے جھکنے کا عادی ہو گیا تو اس کے لئے برابر تھا کہ وہ تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کرے یا تین ہزار دیوتاؤں کی

غیر اللہ کی بندگی انسان کو صرف ذلیل ہی نہیں کرتی اس کی پوری زندگی پر اثر ڈالتی ہے، انسان مقامِ انسانیت سے گر کر کہیں کا نہیں رہتا۔ بجلی کی چمک سے اس کی آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں۔ بادل کی گرج سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ہر طاقت اس پر خوف طاری کر دیتی ہے۔ اور وہ ان چیزوں کا غلام ہو جاتا ہے۔ جو خود اس کی غلامی کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔

ـــ اللہ تعالیٰ انسان کی اس گراوٹ کا یوں ذکر فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○

اور وہ شخص جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اس طرح ہو جاتا ہے کہ گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر اسے پرندہ اچک لے جائے یا ہوا کسی دُور جگہ لے جا کر پھینک دے۔

توحید (اللہ کو ایک ماننا) کا عقیدہ اس لئے دین کی بنیاد ہے کہ انسان کو اس ذلیل اور کمزور حیثیت سے بلند دیتا ہے۔ توحید کی اہمیت یہ ہے کہ دنیا میں جتنے نبی آئے سب نے اپنی تبلیغ اور دعوت کا آغاز توحید سے کیا ـــ وہ جانتے تھے۔ کہ جب تک غیر اللہ سے انسان کٹ نہ جائے ایک اللہ سے اس کا رشتہ بندھ نہیں سکتا تمام انبیاء اس نقطۂ توحید پر اس طرح جم گئے کہ سب کچھ گوارا کیا مگر توحید سے بال برابر سرکنے پر راضی نہ ہوئے ابراہیم علیہ السلام نے باپ کو چھوڑا۔ نوحؑ نے بیٹے کو اپنے سے جدا کر دیا اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے پیارے چچا کی ایک نہ مانی صرف اس بات پر کہ وہ اللہ کی وحدت میں ان کا ساتھ نہ دے سکے۔

مخالفوں نے لاکھ کوشش کی کہ نبیؐ توحید کے معاملہ میں ذرا سی رعایت گوارا کر لیں اپنا روّیہ ہی نرم کر لیں۔ کم از کم بُتوں کو بُرا بھلا کہنے سے باز آ جائیں تو وہ ان کے ساتھ سمجھوتہ کر لیں گے۔ مگر نبیؐ پاک نے بر ملا کہا کہ:۔

تم میرے دائیں ہاتھ پر سورج
اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دو
تو بھی میں توحید کے اعلان سے
باز نہ آؤں گا۔

اس کے بعد دنیا کی ہر ترغیب دی گئی اور رشوت کا ہر پھندا ڈالا گیا۔ اور وہ سب کچھ پیش کیا گیا، جو وہ پیش کر سکتے تھے مگر نبیؐ کو رام نہ کر سکے ـــ انتہا یہ کہ انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر آپ کو شاہی مطلوب ہے۔ تو تختِ سرداری حاضر ہے۔ اگر آپ عرب کی حسین ترین خاتون سے شادی کے خواہشمند ہیں تو بڑے سے بڑا عرب سردار آپ کی اس خواہش کو پورا کرنے میں اپنی عزت سمجھے گا ـــ اگر دولت مطلوب ہے۔ تو سونے چاندی کے ڈھیر آپ کے قدموں میں موجود ہوں گے ـــ آپؐ نے ایک ہی جواب دیا ـــ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے باز نہیں آ سکتا اور اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلا کر رہوں گا۔

مخالفین نے ان تدبیروں کی ناکامی کے بعد مخالفت، تکلیف اور دُکھ دینے کا

راستہ اختیار کیا پیغمبروں اور ان کے ساتھیوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے گھر، اپنے عزیزوں، اپنے خاندان، اپنی جائداد اپنے ملک و وطن اور اپنی ہر پیاری چیز کو چھوڑ دیں ـــــ خدا کے ہر نبی نے اس کو بھی گوارا کیا مگر توحید کا دامن نہ چھوڑا ـــــ قرآن عزیز میں اکثر انبیاء کی ہجرتوں کا ذکر ہے۔ پوری کی پوری قوم ایک طرف ہے اور انبیاء اور ان کے چند مخلص ساتھی دوسری طرف۔ مگر سب کچھ چھوڑتے وقت بھی جو آخری کلمہ ان کی زبان پر ہوتا ہے۔ وہ کلمۂ توحید ہی ہوتا ہے۔

ایسا کیوں ہے؟ ـــــ کیا بات ہے کہ یہ سب کچھ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مگر توحید پر حرف نہیں آنے دیا جاتا؟ ـــــ جنگ بدر میں باپ نے بیٹے پر چچا نے بھتیجے پر، ماموں نے بھانجے پر بھائی نے بھائی پر توحید کی خاطر تلوار چلائی ـــــ اسی توحید کے لئے بیویوں نے شوہروں سے اور شوہروں نے بیویوں سے جدائی اختیار کر لی۔

عزیز سے عزیز رشتہ کٹ گیا، اور یہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا جو انسانیت کے بہترین نمونے تھے۔ جو رحم و محبت اور اخلاق و وفا کے مجسمے تھے۔ اور ان سے بڑھ کر اپنی قوم سے، اپنے قبیلہ سے، اپنے عزیزوں سے اور عام انسانوں سے محبت کرنے والا دوسرا کوئی انسان نہ تھا۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ توحید کی اس عظمت کی وجہ یہ ہے، کہ توحید دین اور دنیا کے سب سے بڑے حق یعنی خدا کے حق کا اقرار ہے۔ یہی انصاف اور عدل کی بنیاد ہے۔ جو شخص اس حق کو نہیں پہچانتا اس سے ہر طرح کی ناانصافیاں اور ظلم ظہور میں آئیں گے ـــــ جب توحید تمام حقوق کی بنیاد ہے، تو ظاہر ہے کہ اس بنیاد کو قائم کرنے کے لئے کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلہ میں نہ باپ کو معاف کیا جا سکتا ہے۔ نہ بیٹے کو نہ بیوی کو نہ خاوند کو۔ جو بھی اس حق کی ادائیگی میں روک بنے وہ ایک پتھر ہے اور اس پتھر کو راہ سے ہٹانا ضروری ہے۔ نبیوں کی ساری جدّ و جہد کا مقصد توحید خالص قائم کرنا ہے۔ وہ دنیا میں اس لئے آتے ہیں۔ کہ خدا کے بندوں کو دوسروں کی بندگی سے چھڑا کر خالص خدا کا بندہ بنا دیں

وہ اسی کو خالق مانیں۔ اسی کو بادشاہ کہیں۔ اسی کی بندگی کریں۔ اسی کی اطاعت کریں۔ اسی پر اعتماد و توکّل کریں۔ اسی سے مدد طلب کریں۔ نعمت ملے تو اسی کا شکریہ ادا کریں۔ مصیبت آئے تو اسی سے فریاد کریں۔ طمع ہو یا خوف اُمید ہو یا ڈر، ہر حال میں ان کی نظر اسی کی طرف ہو ـــــ وہ اپنے آپ کو پُوری طرح اللہ کے سپُرد کر دیں۔ ان کی محبت خدا کی محبت کے تابع ہو۔ ان کی پسند خدا کی پسند کے تحت ہو ـــــ

وہ خدا کی ذات میں، اس کی صفات میں اور اس کے حقوق میں اس کو بے مثل تسلیم کریں۔ اور کسی پہلو سے ان چیزوں میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

توحید دین کا صرف ایک جزو ہی نہیں ہے، بلکہ یہ سارے دین پر حاوی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے معنی یہ ہیں کہ توحید سے باہر دین کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ خدا کے نبی توحید سے ہی اپنا کام شروع کرتے ہیں۔ اور اسی پر ختم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے، کہ قرآن مجید بھی توحید سے شروع ہوتا ہے۔ اور توحید ہی پر ختم ہوتا ہے ـــــ

قرآن کی پہلی سورۃ فاتحہ ہے جس کی اصل روح خدا کی خالص شکر گذاری اور کامل تسلیم و رضا ہے۔ اور آخری صورتیں مُعوّذات ہیں۔ یعنی اخلاص ـــــ الفلق اور الناس، جن میں توحید خالص اور خزانۂ توحید کی حفاظت کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

کلمۂ توحید

ایک شخص جب اسلام قبول کرتا ہے۔ تو سب سے پہلے یہ سات الفاظ دُہراتا ہے۔ جسے کلمۂ توحید کہا گیا ہے ـــــ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں۔

یہاں الٰہ اور اللہ کے الفاظ آئے ہیں۔ الٰہ کوئی معبود یا خدا اور اللہ وہ خالق پاک جو ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں ـــــ وہ پالنے والا، رزق دینے والا دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا اور اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کر ہم اقرار کرتے ہیں، کہ دنیا نہ تو بے خدا کے بنی ہے، اور نہ ایسا ہے کہ اس کے بہت سے خدا ہوں۔ بلکہ اس کا خدا ایک ہی ہے اور ایک ذات کے سوا خدائی کسی کی نہیں

دوسری بات جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہی ہم تسلیم کرتے ہیں یہ ہے کہ دُنیا کی ہر چیز اور ہر شے اللہ کی ہے ـــ وہ خالق ہے ـــ وہ رازق ہے۔ موت اور زندگی اسکی طرف سے ہے مصیبت اور راحت اسکی طرف سے ہے جو کچھ کسی کو ملتا ہے۔ اس کا دینے والا حقیقت میں وہی ہے۔ جو کچھ کسی سے چھینا جاتا ہے۔ وہ اس کے حکم سے ہے ـــــ ڈرنا چاہیئے تو اس سے، مانگنا چاہیئے تو اس سے، سر جھُکانا چاہیئے تو اس کے سامنے ـــــ عبادت اور بندگی کی جائے تو اس کی ـــــ اس کے سوا ہم کسی کے بندے اور غلام نہیں اور اس کے سوا کوئی ہمارا آقا اور حاکم نہیں ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس کا حکم مانیں اور اسی کی پیروی کریں۔

یہ اعلان انسانی زندگی میں ایسا انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ کہ انسان ساری کائنات میں صرف خدا سے کم تر مخلوق قرار پاتا ہے۔ اور باقی تمام مخلوق اس کے زیر نگیں ہو جاتی ہے ـــــ اب انسان خدا کا نائب ہے۔ زمین میں اللہ کا خلیفہ ہے۔ خدا کی خدائی اسی انسان کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔ اور تسخیر کائنات اس کا منصب قرار پاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آہستہ آہستہ زمین، ہوا، پانی اور اب آسمان، سورج چاند اور ستارے بھی اس کی پہنچ سے باہر نہیں رہے۔ یہ کامیابی اور فتح و حکمرانی صرف اس عقیدہ کی برکت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ خواہ اس کو سمجھ بوجھ کر تسلیم کیا جائے۔ یا بے سوچے سمجھے زبان سے اقرار کیا جائے ـــــ بات یہی ہے۔ اور طوعاً یا کرہاً اس کا اقرار کرنا ہی پڑتا ہے کہ غیر اللہ سے بے خوف ہو کر اور غیر اللہ کی قوتوں پر فتح حاصل کرکے ہی ہم ایک خدا کی خدائی کو قائم کر سکتے اور عقیدہ توحید کا یہی منشا ہے ـــــ یہ تو توحید کا اس دُنیا میں نتیجہ ہے۔

مگر توحید کا اثر اس سے بھی زیادہ یہ ہے۔ کہ جب ہم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر خدا سے عہد کرتے ہیں۔ تو ہماری زبان ہمارے ہاتھ پاؤں ـــــ ہمارے تمام اعضاء بلکہ اس دنیا کی ہر چیز اور آسمان و زمین

باقی صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زاویہ نگاہ کا فرق

مسلمانوں کے فریب خوردہ طبقے اسلامی تقاضوں سے بیخبری کا نتیجہ

(از جناب مولانا مفتی محمد علی خطیب مسجد سنہری (لاہور)

جب انسان کا زاویۂ نگاہ بدلنے لگتا ہے تو اس کے لئے ہر چیز بدلنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حقائق ایک قسم کا چکر ہیں جو خیالات اور طریق فکر کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں اور واقعات انسانی خیالات کے تابع ہیں۔ انسانی خیالات واقعات کے تابع نہیں ہیں۔ پُرانے دماغوں میں نیا فکر داخل نہیں ہو سکتا اور نئے دماغ پُرانے نظریات کے متحمل نہیں ہو سکتے صرف اس لئے کہ دماغ کا ایک سانچہ ایک طرز کا ہے اور دوسرا سانچہ دوسرے طرز کا۔ آپ نئے سانچے کو پُرانا اور پرانے کو نیا نہیں بنا سکتے۔ جب تک کہ اس کے نقوش مٹا کر دماغ کی سطح ہموار نہ کر دی جائے اگر آپ خیالات کے اختلاف پر غور کرینگے تو آپ کو محسوس ہوگا۔ کہ اس میں حقیقت سے زیادہ زاویۂ نگاہ کو دخل ہوتا ہے۔ اور دو خیال اسی لئے دو خیال کہلاتے ہیں کہ خیال کرنے والوں کے زاویۂ نگاہ دو ہیں؟

آج کل نئے اور پُرانے خیال کے مطابق اسلام کے دو مختلف خیال کام کر رہے ہیں ایک طبقہ اس خیال کا علمبردار ہے کہ زمانہ کے مقتضیات کے مطابق اسلام کے ظواہر احکام میں مناسب قطع و برید ہونی چاہئے پانچ وقت کی نماز موجودہ تمدن کی مشغولیتوں میں ایک قسم کا بار ہے۔ جسے ہلکا کرنا چاہئے روزہ کی افادیت مسلم۔ مگر یہ ان لوگوں پر فرض ہونا چاہئے۔ جو گیان اور دھیان کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیں۔ شراب تہذیب جدید کے خمیر میں داخل ہو چکی ہے۔ اور اس کے بغیر زندہ سوسائٹی کے لئے کوئی کشش نہیں اس کی حرمت کو اگر صرف عرب کے لئے مخصوص کر دیا جائے تو راہ کی بہت سی مشکلات دور ہو سکتی ہیں؟

بینک کے کاروبار۔ انشورنس کمپنیوں کی ہماہمی تجارت کی ہمہ گیری اور لین دین کے معاملات کی وسعت اس بات کی مقتضی ہے کہ علماء سود کی حد بندیوں پر از سر نو نظر ثانی فرمائیں۔ اور مسلمانوں کے پاؤں میں حرمت کی جو بیڑیاں پڑی ہیں انہیں اس حد تک ڈھیلا کر دیں کہ ترقی کے میدان میں وہ آسانی سے دوڑ سکیں۔ عقائد کے باب میں اتنی سہولت ہو کہ پرائیویٹ معاملہ سے آگے نہ بڑھیں۔ زندگی کا پروگرام وہی ہونا چاہیئے جسے مغرب کے دانش فروشوں نے مرتب کیا ہے اور جس پر چل کر ساری دُنیا ترقی کر رہی ہے۔ اس طبقہ کا مقصد یہ ہے۔ کہ زندگی کے معاملات میں شریعت اور مذہب کی گرفت کو سخت نہ ہونا چاہیئے۔ اور ایسی راہ پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ اسلام کے ظواہر اور رسوم کی پابندی ختم ہو جائے۔ اور احکام شرعیہ میں اس قدر لچک باقی رہے کہ اسے آسانی کے ساتھ سازگار بنایا جائے۔ اصل میں اس قسم کا خیال اسلام کی اساسی تعلیم کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ اگر احتیاط کے ساتھ یہ بات ذہن نشین کر لی جاتے

. . . .

. . . .

. . کہ اسلام چند منتشر خیالات اور پراگندہ اعمال اور چند رسوم و عبادات کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات اور پائیدار نظام فکر ہے۔ جس کی بنیاد عقلی اور فطری اصول پر رکھی گئی ہے۔ تو پھر اسلام میں اصلاح کا فتنہ کھڑا کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو گی۔ اسلام کے بڑے ارکان سے لے کر چھوٹے جزئیات تک میں ایک منطقی ربط موجود ہے۔ اگر ایک جزء کو بھی الگ کر دیا جائے گا یا ایک حکم کا زور بھی گھٹایا جائے گا تو گرہ کھل کر شریعت کے سارے اجزاء منتشر ہو جائیں گے اور مجموعہ کا جو اصل مقصد ہے وہ کبھی حاصل نہ ہوگا + یہ خیال بنیادی طور پر غلط ہے کہ اسلام زمانہ اور حرکت کا مخالف ہے یا وہ ترقی کی راہ میں حائل بنکر کھڑا ہو گیا ہے۔ یا اس کے مزاج میں کوئی ایسی بات داخل ہے کہ وہ مسلمانوں کو اُبھرنے یا کامیاب ہونے نہیں دیتی۔ آج جن چیزوں کا نام لے کر اسلامی احکام میں ترمیم کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔ ان میں کونسا ایسا حکم ہے جس کی کمزوری پر مشاہدہ نے گواہی دی ہو۔ یا تجربہ سے اس کی غلطی نمایاں ہو گئی ہو۔ آپ سود کی حرمت کا نام لے کر مسلمانوں کی اقتصادی پستی پر ماتم کرنے لگیں گے۔ مگر یہی سود ہے جسے آج ہر قسم کی اقتصادی تباہی کا سرچشمہ مانا گیا ہے۔ اور اس کے خلاف اصولاً ایک زبردست بغاوت رونما ہے۔

اسلام نے شراب اور جوئے کی حرمت کا اعلان کیا مگر آج مہذب دُنیا اس کے متعلق کیا کہہ رہی ہے۔ یہ ٹمپرنس سوسائٹیاں کس لئے قائم ہیں۔ یہ اصلاحی انجمنیں کیوں اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئی ہیں۔ قماربازی کے مفسدات پر آج ساری دُنیا کا تجربہ شاہد ہے اور انسانیت اسے جن نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ وہ سب پر عیاں ہے۔

اسلام کی وہ کونسی زنجیر ہے۔ جسے مسلمانوں نے توڑ کر نہیں رکھا۔ مسلمان ۷۵ فیصدی مشرکانہ قبر پرستی اور بدعات و خرافات میں مبتلا ۸۰ فیصدی روزہ نماز سے آزاد ۲۲ فیصدی مے نوش اور دختِ رز کے بندے۔ ۴۰ فیصدی سینما کے شوقین ۹۹ فیصدی بددیانت۔ ۲۵ فیصدی سود خوار ۸۰ فیصدی تندخو بدخصلت اور بد اخلاق ۸۰ فی صدی مسرف اور فضول خرچ ۲۰ فیصدی مذبذب اور صرف مردم شماری کے مسلمان ۴۰ فیصدی عیش کوش کاہل حرام خور ۱۰ فیصدی چور اور جرائم پیشہ۔ اس صورتِ حال کے بعد تو ان سب کو ترقی کے منارہ پر کھڑا ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ اسلام کی گرفت سے نکل گئے۔ اور ترقی کی راہیں ان پر کشادہ ہو گئیں۔ مگر دیکھ لیجئے وہ جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں۔ اور رونا اسلام کا رو رہے ہیں اور نہیں سوچتے کہ ان کی بربادی اسلام کا کوئی قصور نہیں قصور ان خرابیوں کا ہے جو غلط راستوں کو اختیار کرنے سے پیدا ہو گئی ہیں

راحت و سکھ میں شکر گزار بنو اور رنج و دکھ میں صبر کرو

(از جناب محمد شفیع عمر دین صاحب سجاول)

حدیث - عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ كُلَّہٗ لَہٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّہٗ - (مشارق الانوار بحوالہ مسلم عن حضرت صہیب بن سنان رضؓ حدیث ۲۰۷۲)

ترجمہ - مومن کا کام عجیب ہے - ہر کام میں اس کے لئے بہتری ہے - یہ بات مومن کے سوا اور کسی کو میسّر نہیں -

اگر اسے خوشی اور راحت ملتی ہے - تو **اللہ تعالیٰ کا شکر** کرتا ہے - پس یہ (شکر گزاری کرنا) اس کے حق میں بہتر ہے - اور اگر اُسے رنج و تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے - یہ (صبر کرنا) بھی اس کے حق میں بہتر ہے -

الحاصل مومن کا نظریہ اس دارالمحن میں بڑا بلند ہے - سکھ و راحت میں وُہ غافل اور مغرور نہیں بن جاتا بلکہ اللہ جلشانہٗ کے انعامات کو پاکر اس کا شکریہ ادا کرتا ہے - اور ثواب کا حقدار بنتا ہے -

اب اگر اسے دکھ و تکلیف سے دوچار ہونا پڑے تو مایوس اور نا امید نہیں ہوتا - کیونکہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (الم نشرح)

ترجمہ - پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے - اس حالت میں بھی اللہ تعالےٰ سے بھلائی کی اُمید رکھتا ہے - فضول واویلا نہیں کرتا - یادِ الٰہی میں لگا رہتا ہے اور ثواب کا حقدار بنتا ہے -

اس جہان میں اگر شکر و صبر کے دامن کو مضبوطی سے نہ تھاما جائے تو اطمینانِ قلب پاش پاش ہو جاتا ہے - سکونِ اطمینان چھوٹ جاتا ہے - اور ایامِ زندگی بڑی تلخی سے گزرتے ہیں -

حضرت مولانا رومؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

۱ - گر بلا آید ترا اندہ مبر
در زیاں بینی ، غم او را مخور

۲ - کاں بلا دفعِ بلاہائے بزرگ
واں زیاں منعِ زیانہائے سترگ

۳ - راحتِ جاں آمد اے جاں فوتِ مال
مال چوں جمع آمد اینجا شد وبال

۴ - تاکہ زیرک باشی و نیکو گماں
چوں بہ بینی واقعہِ بد ناگہاں

۵ - دیگراں گردند زرد ، از بیم آں
تو چو گل خنداں گہ سود و زیاں

۶ - زانکہ گل گر برگ برگش میکنی
خنداں نہ گزارد و نگردد منثنی

۷ - گوید از خارے چرا رفتم بہ غم
خندہ را من خود ز خار آوردہ ام

۸ - ہرچہ از تو یاوہ گردد از قضا
تو یقیں داں کہ خریدت از بلا

(مثنوی دفتر سوم صفحہ ۳۴۷ فیروز سنز)

تشریح:-

۱ - اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو اس کی وجہ سے غم مت کر - اگر تیرا نقصان ہو تو بھی تو اس کی وجہ سے غمگین مت ہو -

۲ - یاد رکھ اس تکلیف سے تیری دوسری بہت بڑی تکلیفیں دُور ہو جائیں گی - وہ ایک نقصان تجھے دوسرے سینکڑوں نقصانوں سے بچا لے گا - (یعنی اگر تو نے متنبہ ہو کر اپنا تعلق باللہ درست کرلیا - اور صبر کا دامن مضبوط پکڑ لیا تو آئندہ چل کر اس سے بھی بڑے مصائب وغیرہ سے تو بفضلِ اللہ عزّ وجل محفوظ رہے گا)

۳ - جب انسان صابر ہو اور اس کا یہ نظریہ ہو کہ مصائب میری خطاؤں کی وجہ سے آتی ہیں - اور جو مقدر میں لکھا جاچکا ہے وہ ضرور پیش آئیگا - اور اللہ تعالےٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں - اور ہر کام میں خواہ اس میں ظاہراً اپنا ذاتی نقصان ہی ہو - اس میں میری بھلائی ہے - تو اس حالت میں گرچہ مال تو جاتا رہا مگر اس زیان سے قلب کو سکون و راحت ملی - کیونکہ فراوانی مال و دولت سے (کفرانِ نعمت کی وجہ سے) وبال آتا ہے -

۴ - جب کوئی بُرا واقعہ پیش آجائے تو تجھے ہوش سے کام لے کر اللہ تعالےٰ کی ذات پر نیک گمان رکھنا چاہیئے - جو رنج و بلا کو دُور کرنے والا ہے -

۵ - دُنیا والوں کے بُرے حادثات سے مارے ڈر کے رنگ زرد ہو جاتے ہیں - مگر جس کا تعلق باللہ ٹھیک ہو - وہ رنج و راحت کو اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے - وہ پھُول کی مانند ہر حال میں (ہنس مکھ) کھلا رہتا ہے -

۶ - پھول کی ایک ایک پتّی توڑ کر علیحدہ کی جائے تو نہ وہ پژمردہ ہوتا ہے - اور نہ اپنی خوشبو چھوڑ دیتا ہے -

۷ - پھول کہتا ہے کہ مَیں کانٹوں کے چُبھنے سے غم میں کیوں پڑوں - مَیں جب بڑھ کر کھلا تھا تو مجھے اس وقت بھی کانٹوں کا ساتھ نصیب تھا -

(ایک اللہ والا اس دارالمحن کے مصائب سے ہرگز نہیں گھبراتا - کیونکہ یہ جہان تکالیف اور مصائب کا گھر ہے اور مہد سے لحد تک ان سے دوچار ہونا ہی پڑتا ہے - رات و دن بدلتے رہتے ہیں موسمیں بدلتی رہتی ہیں - اسی طرح رنج و راحت کا دورہ رہتا ہے - ان کا رونا اگر انسان لے بیٹھے تو مقصدِ زندگی کا وقت کہاں ملے گا)

۸ - اللہ تعالےٰ کی طرف اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو تیرا یہ نظریہ ہونا چاہیئے - کہ اس وجہ سے تو بہت ساری تکالیف سے چھوٹا ہے -

اب تفکرات اور مصائب سے نجات حاصل کرنے کا نسخہ بھی حضرت مولانا رومؒ سے سُن لیجئے ؎

چونکہ غم بینی تو استغفار کن
غم بامرِ خالق آمد کار کن

یعنے جب تجھے دُنیاوی مصائب اور تفکرات کا غم گھیر لے - تو استغفار کر - یہ تفکرات بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے آتے ہیں تو ان کا خیال چھوڑ کر اللہ اللہ کا شغل جاری رکھ -

کعبہ کی تعمیری سرگزشت

از جناب محمد زبیر اظہر الحسینی صاحب لائلپوری

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین مؤرخہ یکم اگست ۱۹۶۸ء

تعمیرِ قریش

مورخین کا بیان ہے کہ ایک عورت کعبہ میں خوشبو جلایا کرتی تھی۔ ایک روز انگیٹھی سے شرارہ نکلا اور غلافِ کعبہ کو جلا دیا۔ چونکہ غلاف تہ بہ تہ تھے۔ اس لئے ان کی آگ دیواروں پر بھی اثر انداز ہوئی۔ نتیجۃً پتھر پھٹ گئے۔ دیواریں کمزور ہوگئیں تو قریش گھبرا گئے۔ گو اس کے منہدم ہو جانے کے متعلق ہر وقت خائف رہتے۔ مگر اس کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کرنے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ انہی دنوں ایک رومی کشتی ساحلِ شعیبہ پر پہنچ کر ٹوٹ گئی۔ قریش نے موقع کو غنیمت جان کر اس کی لکڑی خرید لی۔ اس کشتی میں ایک رومی معمار باقوم نامی بھی سفر کر رہا تھا۔ قریش اُسے بھی ساتھ لے آئے۔ چنانچہ اسی نے کعبہ تعمیر کیا۔

تعمیری سامان فراہم کرنے اور تیار ہونے کے باوجود کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ کعبہ کی دیوار گرائے۔ آخر کار ولید آگے بڑھے۔ اور یہ کہکر دیواروں کو گرانا شروع کر دیا۔ کہ

"جو اس کی اصلاح کا ارادہ رکھتا ہو خدا اس کو ہلاک نہیں کرے گا۔"

چنانچہ ان کی دیکھا دیکھی سب اس کام میں شریک ہو گئے۔ انہدام کے بعد تعمیرِ نو کا آغاز ہوا۔ وادی کے پتھروں سے دیواریں اُساری گئیں۔ ان کی بلندی ۱۸ اور بعض کے قول کے مطابق ۲۰ گز ہے۔ یہ تعمیر اس لئے بھی اہم ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنفسِ نفیس شریک تھے۔ اسی تعمیر کے دوران حجرِ اسود کے نصب کرنے پر سردارانِ قریش اور دیگر قبائل کے سربراہوں کا جھگڑا ہوا۔ جس کو نبی آخر الزماں سرورِ کائنات کی فراست نے باحسن طریق ختم کر کے قبائلِ عرب کو ایک عظیم اور تباہ کن جنگ سے نجات دلائی۔

بقول ازرقی کعبہ کا طول پہلے ستائیس (۲۷) گز تھا۔ قریش نے اسے کم کر کے اٹھارہ (۱۸) کر دیا۔ ابو وہب مخزومی کے قول کے مطابق تخفیفِ کعبہ کی وجہ تعمیر میں حلال مال صرف کرنے کا عہد تھا۔ جسے انہوں نے باحسن وجوہ پورا کر دکھایا۔

تعمیرِ ابنِ زبیرؓ

جمہور مورخین کی رائے میں حضرت عبداللہ ابنِ زبیرؓ کی تعمیر کے دو سبب تھے

۱۔ یزید بن معاویہؓ کے ایک جرنیل حصین بن نمیر کی کعبہ پر سنگباری۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے۔ کہ جس وقت حصین کا لشکر ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے مکہ پہنچا۔ تو انہوں نے کعبہ کے گرد مسجد حرام میں اپنے اور ساتھیوں کے خیمے نصب کر لئے تھے۔ حصین کے لشکر کی سنگباری کے وقت نہ صرف یہ کہ غلاف کعبہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، بلکہ عمارت کو بھی کافی نقصان پہنچا۔

۲۔ دوسری وجہ مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ حصین کے محاصرے کے دوران حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھیوں میں سے کسی کے خیمہ میں آگ لگ گئی۔ جس سے عمارتِ کعبہ کے لکڑی کے ساز و سامان اور حجرِ اسود کو (جسے) چاندی کے تاروں سے باندھ دیا۔ اسی اثنا میں یزید کی موت واقع ہوگئی حصین نے محاصرہ اٹھا لیا۔

حصین کی واپسی کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ کے معززین کو اکٹھا کر کے کعبہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کی تجویز ان کے سامنے رکھی۔ اکثریت نے انہدام کے اقدام کی شدت سے مخالفت کی۔ مخالفین میں حضرت ابنِ عباسؓ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ انہوں نے ابن زبیرؓ کو اس ارادہ سے باز آ جانے کے لئے سختی سے کہا۔ ان کا خیال تھا۔ کہ انہدام کی رسم دوامی ہو جائیگی ہر شخص اپنی خواہش اور منشاء کے مطابق کعبۃ اللہ کی تعمیر کرے گا۔ نتیجۃً کعبۃ اللہ کی عظمت لوگوں کے دلوں سے جاتی رہیگی۔ چنانچہ انہوں نے مرمت کا مشورہ دیا۔ ابن زبیرؓ نے یہ تجویز سُن کر کہا۔

خدا کی قسم کوئی شخص اپنے ماں باپ کے گھر کی مرمت پر راضی اور خوش نہیں ہوسکتا یہ تو خانۂ خدا ہے۔ میں کبھی مرمت کی جرأت نہیں کرونگا۔"

یہ کہکر حضرت عبداللہ ابنِ زبیرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی بیان کردہ اس حدیث کے مطابق کہ:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (اے عائشہ) اگر مجھ کو تمہاری قوم کے جدید الاسلام ہونے کا خیال نہ ہوتا تو میں کعبے کو منہدم کر کے اس میں دو دروازے لگا دیتا۔" (الحدیث)

یہ عزم کر لیا کہ کعبہ کی موجودہ شکستہ عمارت کو منہدم کر کے وہ اس کو نئے سرے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قدیم بنیادوں پر تعمیر کریں گے۔

چنانچہ ۱۵ جمادی الآخر ۶۴ھ کو بدھ کے روز اس کام کا آغاز کیا۔ حکمِ انہدام سے خائف لوگ کچھ منیٰ میں جا مکین ہوئے اور حضرت ابنِ عباسؓ طائف کو تشریف لے گئے۔

جب کوئی تعمیلِ حکم پر آمادہ نہ ہوا۔ تو ابنِ زبیرؓ خود آگے بڑھے اور کعبہ کی دیواروں کو گرانے لگے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ جو کعبہ کو منہدم کرے گا اس پر عذابِ الٰہی نازل ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس معاملہ میں کنّی کتراتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان پر کسی قسم کا کوئی عذاب نازل نہیں ہوا۔ تو وہ بھی دیواروں کے گرانے میں ابنِ زبیر کا ساتھ دینے لگے۔ انہدام کے بعد تعمیر شروع ہوئی۔ سب نے مل جُل کر کام کیا۔ اس طرح حضرت عبداللہ ابنِ زبیرؓ کی تعمیری تمنّا بر آئی۔ اس تعمیر کے وقت دیواروں کا طول ۲۷ گز رکھا گیا۔ درمیان میں تین ستون کھڑے کرنے کے ساتھ ساتھ دو دروازے بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق لگائے گئے۔

حجرِ اسود کے شکستہ ہونے کی تفصیل میں ہم بتا آئے ہیں کہ حضرت ابنِ زبیرؓ نے اسے چاندی کے تاروں سے وابستہ کر کے خانۂ کعبہ کی عمارت میں نصب کر دیا تھا۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس وقت جب حجرِ اسود کے تین ٹکڑے ہوگئے تو ان میں ٹکڑوں کے علاوہ ایک ریزہ (کرچ) بھی تھا۔ جسے جوڑا نہیں گیا تھا۔ یہ ریزہ عرصۂ دراز تک خاندان بنو شیبہ کے ایک فرد کے پاس رہا۔ پھر نہ معلوم کیا ہوا۔ تاریخ

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

مسندِ علم اور مسندِ حکومت کا صدر نشین

حضرت عمر ثانیؒ (بن عبد العزیز) رض

(رانا افضل چوہدری مبارک پور تحصیل احمد پور شرقیہ ڈویژن بہاولپور)

ابتدائی حالات اور خلافت

عمر بن عبدالعزیز ۶۸۱ء سنہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بچپن کا زمانہ امن و آسائش اور دولت و ثروت میں بسر ہوا۔ لیکن دولت و حکومت کے باوجود آپ کی طبیعت زہد و تقویٰ کی طرف راغب تھی۔ اوائل عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

آپ کے مذہبی رجحان کے پیش نظر والد نے آپ کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے دمشق سے مصر بھیجنا چاہا۔ تو عمرؒ نے کہا۔ ابّا جان! "کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ مجھے مصر کی بجائے مدینہ منوّرہ حاضر ہونے کی اجازت دی جائے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ وہاں رہ کر علماء و فقہا کی صحبت سے استفادہ کروں۔" بیٹے کے یہ خیالات دیکھ کر باپ نے مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔

وہاں پر آپ نے صالح بن کیسان سے تحصیل علم کا آغاز کیا اور وہاں خالصتاً مذہبی طریقے پر آپ کی زندگی کو ڈھالا جانے لگا۔ ایک دن نماز با جماعت قضا ہونے پر اُستاد نے جواب طلبی کی۔" تو عمرؒ نے کہا۔ "انا میرے بال سنوار رہی تھی۔" تو صالح نے یہی شکایت عبدالعزیز کے پاس کی جو ان دنوں مصر کے گورنر تھے۔ عبدالعزیز نے فوراً ایک قاصد روانہ کیا۔ جس نے آتے ہی عمرؒ سے ہم کلام ہوئے بغیر آپ کے بال مونڈ دیئے۔ اس تربیت کا یہ اثر ہوا کہ جب حج کے موقع پر عبدالعزیز نے صالح سے عمرؒ کی بابت دریافت کیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ "میں نے عمرؒ سے زیادہ کسی بچے کے دل کو اللہ تعالیٰ کی عظمت سے لبریز نہیں پایا۔"

صالح کے علاوہ عمرؒ کو انسؓ بن مالک سائب بن یزید۔ یوسف بن عبداللہ بن سلام اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر جیسے صحابہ کرام کے حلقہ درس میں شرکت کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ چنانچہ علم و فضل کے لحاظ سے عمرؒ کا درجہ اس قدر بلند ہوا کہ آپ کے متعلق امام احمد حنبلؒ کا قول ہے کہ میں تابعین میں سے بجز عمرؒ بن عبدالعزیز کسی کے قول کو حجت نہیں سمجھتا۔

خلافت ۔ سلیمان بن عبدالملک نے اپنے بیٹے ایّوب کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔ لیکن وہ اس کی زندگی ہی میں انتقال کر گیا تھا۔ لیکن جب سلیمان مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس نے عمرؒ بن عبدالعزیز اپنے چچا زاد بھائی کو جانشین نامزد کر دیا۔ چنانچہ سنہ ۹۹ ہجری میں سلیمان نے مرج دابق میں انتقال کیا جس کے بعد آپ کو مسند خلافت حاصل ہوا۔ آپ کی خلافت کے اعلان کے بعد آپ نے لوگوں سے خطاب کیا۔

اے لوگو! مجھے میری رائے اور خواہش نیز عام مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر ہی حاکم بنا دیا گیا ہے۔ اب میں اپنی بیعت سے تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ اور میرے سوا جس کو چاہو امیر بنا لو۔

چنانچہ اسلامی طریق انتخاب سے آپ کو ہی خلیفہ چن لیا گیا۔ اور اس طرح نصف صدی کے بعد خدائے قدوس نے بنی اُمیّہ سے ہی ایک جلیل القدر شخصیت حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو مجددیت کے منصب پر فائز فرمایا۔ اور ملوکیت کا بت آپ کے ہاتھوں سے چور چور ہو کر رہ گیا۔ تب آپ نے لوگوں کو اس طرح خطاب فرمایا۔

برادران ملت! نفس انسانی کی کمزوریوں سے میں بھی خالی نہیں ہوں۔ میں بھی اپنے پہلو میں حریص دل رکھتا ہوں اس کا خاصہ یہ ہے۔ کہ جب وہ کسی ایک مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اس سے بالاتر مرتبہ کے حصول کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ تختِ خلافت کے حصول کے بعد اب وہ اس سے بلند مرتبہ چیز کی فکر میں ہے۔ اور وہ منزل "جنّت" ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ از راہ کرم اس خواہش کی تکمیل میں میری مدد کریں۔

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد عمرؒ کی طبیعت بہت مغموم تھی۔ اس پر اپنی تمام رعایا کی حق رسی کا بار گراں آ گیا تھا۔ آپ نے اپنی آئندہ طرز زندگی کے متعلق اپنی بیوی کو آگاہ کیا اور کہا کہ اگر وہ اُس کے ساتھ ان حالات میں نباہ کر سکے تو بہتر ورنہ اُسے اختیار ہے کہ میکے چلی جائے۔ آپ کی زوجہ فاطمہؓ بنت عبدالملک رونے لگیں اور کہا کہ وہ اُس کی شریکِ حیات ہے اور اُس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔

اخلاق حسنہ :۔ عمر بن عبدالعزیز خلفائے بنی اُمیّہ میں سب سے ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے عمر فاروقؓ کے زمانہ کی اصلاحات کو نافذ کیا۔ اور خلافتِ راشدہ کے نقش قدم پر گامزن رہے۔ آپ علم و فضل زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا مجسّمہ تھے۔ آپ نے ناز و نعمت میں پرورش پائی۔ دولت و ثروت آپ کے ہم آغوش رہے۔ لیکن حکومت کے باوجود عمرؒ نے عمر فاروق اعظمؓ کی سی سادگی اختیار کی۔

ابو نصر مدینی کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے سلیمان بن یسار کو عمر بن عبدالعزیزؒ کی قیام گاہ سے نکلتے دیکھا تو ان سے پوچھا۔ کیا آپ انہیں پڑھاتے ہیں۔ تو سلیمان نے جواب دیا ہاں! "لیکن خدا کی قسم وہ تم سب سے زیادہ جانتا ہے۔" میمون بن مہران کا قول ہے کہ عمرؒ کے سامنے علماء وقت کی حیثیت شاگردوں کی سی ہے۔" لیث سے روایت ہے کہ "مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو کہ عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھ چکا ہے کہ ہم نے جس مسئلہ کی بھی تحقیق کی عمرؒ کو اس کے اصول و فروع پر سب سے زیادہ حاوی پایا۔"

چنانچہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اگر آپ کو مسندِ حکومت نہ بھی ملتی تو علم و فضل کی وجہ سے مسند علم کے صدر نشین ضرور ہوتے۔

حضرت عمرؒ نے اپنی ذات کو جمہور کے سامنے نمونے کے طور پر پیش کیا۔ اپنی چہیتی بیوی فاطمہؓ کے تمام زیورات بیت المال میں داخل کرا دیئے۔ اس کے پاس اپنے باپ کا دیا ہوا ایک بیش قیمت ہیرا تھا۔ عمرؒ نے وہ بھی نہ رہنے دیا۔ اور کہا کہ ہیرا بیت المال میں داخل کرا دو

یا مجھے چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ ہیرا بھی بیت المال کی نظر کر دیا گیا۔

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد یہ طرزِ زندگی تھا کہ کملی کی قمیص زیبِ تن ہوتی۔ جس پر جا بجا پیوند جا بجا پیوند لگے ہوتے۔ لیکن خلافت سے پیشتر کی زندگی نہایت شان و شوکت کی تھی۔ جبکہ مدینہ کی گورنری پر تقرر ہُوا تھا تو ۳۰ اُونٹوں پہ ذاتی سامان لاد کر لایا گیا تھا۔ جب پہننے کے لئے بہتر سے بہتر قمیص پیش کی جاتی تو کہا جاتا۔ "اچھی ہے مگر کھردری ہے"۔ جب مرض الموت میں مسلمہ بن عبدالملک نے اپنی بہن فاطمہ سے کہا کہ لوگ عیادت کے لئے آئے ہیں صاف قمیص بدل دو۔ تو بہن نے کہا۔ "کہ دوسری قمیص ہی نہیں ہے۔ بدلواؤں کہاں سے؟"

ابو سلیمان دارانی کا بیان ہے۔ کہ "عمرؓ بن عبدالعزیز اویسؓ قرنی سے بھی زہد میں آگے ہیں۔ آپ کے پاس دولت پوری آن بان کے ساتھ آئی اور آپ نے ٹھکرا دی۔ اور اویس قرنی کو دُنیا سے سابقہ ہی نہیں پڑا۔

خشوع و خضوع کے متعلق عمرؒ کی بیوی فاطمہؓ کا بیان ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر مصلّے پر بیٹھ جاتے اور روتے رہتے۔ یہاں تک کہ آنکھ جھپک جاتی اور جب آنکھ کھلتی تو پھر رونے لگتے۔ یہی سلسلہ صبح تک رہتا۔ عبادت کا کمرہ مخصوص تھا۔ جہاں ایک موٹی کملی اور ایک لوہے کا طوق رکھا تھا۔ جب اس میں داخل ہوتے کملی پہن لیتے اور طوق گلے میں ڈال لیتے۔ اور جب صبح کو عبادت سے فارغ ہو کر نکلتے تو حجرے کو تالا لگا دیتے۔ وصال کے بعد یزید نے اس خیال سے کھولا کہ شاید کچھ خزانہ محفوظ ہوگا۔ مگر دیکھا تو ایک موٹی کملی اور طوق کے سوا کچھ نہ تھا۔

عمرؒ بن عبدالعزیز نے اپنے خاندان کے افراد سے وہ تمام جاگیریں لوگوں کو واپس دلوا دیں جو انہوں نے غصب کر رکھی تھیں اس وجہ سے شاہی خاندان کے تمام ارکان مروان کی بیٹی فاطمہ کے پاس جمع ہوئے اور سفارش کے لئے بھیجا تو اُنھوں نے عمرؒ سے ناراضگی کے لہجے میں کہا۔ اے عمرؒ! شاہی خاندان کے ارکان تمہاری حکومت کے زمانہ میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ انہیں بُرا بھلا کہا جا رہا ہے۔ تم کچھ نہیں کرتے۔ عمرؒ نے جواب دیا۔ اے پھوپھی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خُدا نے دنیا کے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپؐ نے ایک ایسا چشمہ چھوڑا جس سے سب کو سیراب ہونے کا حق ہے۔ پھر ابوبکر صدیقؓ نے بھی اُس چشمہ کو اُسی حال میں چھوڑا اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی۔ لیکن بعد میں یزید۔ مروان۔ عبدالملک اور اُن کے بیٹوں نے اپنے آپ کو اُس سے سیراب کیا اور دوسروں کو اُس سے محروم کر دیا۔ مَیں اُس کو اس کی اصلی حالت پر لانا چاہتا ہوں۔" فاطمہ بنت مروان نے کہا! مَیں تمہارا مطلب سمجھ گئی۔ اگر تمہارا ارادہ بزرگانِ سلف کی تقلید کا ہے تو مَیں تمہیں منع نہیں کر سکتی۔

وفات:۔ خارجیوں کا ایک گروہ جو کہ حضرت علیؓ کے زمانہ سے پیدا ہُوا تھا۔ اب تک چلا آ رہا تھا۔ اُس گروہ کے آدمیوں نے آپ کو کھانے میں زہر دیدیا تھا جس بنا پر دیر سمعان میں بہ رضائے الٰہی، آپ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۴۰ برس اور مدتِ خلافت دو سال پانچ ماہ اور چودہ دن تھی۔ اس طرح مسندِ حکومت اور مسندِ علم کے صدر نشین کا خاتمہ ہُوا۔

آپؒ کی وفات کی خبر جب شاہِ روم کو ملی تو اُس نے رو کر کہا۔ "اگر عیسیٰ مسیحؑ کے بعد کوئی شخص مُردوں کو زندہ کر سکتا تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہوتا مَیں اُس راہب کو پسند نہیں کرتا جو دُنیا سے منقطع ہو کر عبادت خانہ میں جا بیٹھے۔ مَیں اُس راہب کو پسند نہیں کرتا جو دُنیا سے منقطع ہو کر عبادت خانہ میں جا بیٹھے۔ مَیں اُس راہب پہ تعجب کرتا ہوں۔ جو "دُنیا" کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہو۔ اور پھر بھی راہبانہ زندگی بسر کرے۔

بقیہ کعبہ کی تعمیری سرگزشت (صفحہ ۱۵ سے آگے)

اس بارے میں کامل سکوت اختیار کئے ہوئے ہے

عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں حجرِ اسود پر بندھے ہوئے تار ڈھیلے پڑ گئے اور ٹکڑوں کے کھل جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تو عباسی خلیفہ نے ٹکڑوں کے درمیانی حصّہ میں چاندی بھروا کر اسے بالکل محفوظ کر دیا۔

ابن زبیرؓ نے تعمیر کا کام ۱۷ رجب ۶۵ھ میں اپنے ہاتھوں مکمل کیا۔ تعمیر پہ حضرت ابن زبیرؓ نے عنبر و مشک حل کرا کے چھڑکا۔ پھر دیبا کا غلاف چڑھایا۔ طواف کیا اور اطرافِ تنعیم میں سو اُونٹ قربان کئے۔

تعمیرو تغیّر حجاج بن یوسف ثقفی

حجّاج بن یوسف نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں حضرت ابن زبیرؓ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ پھر خلیفہ عبدالملک کو لکھا کہ مجھے ابنِ زبیرؓ کی جدّتِ تعمیر (کعبہ) میں تخفیف کرنے کی اجازت دیجائے عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ:۔

"ابن زبیرؓ کی جدّت و تبدیلی کی ہمیں ضرورت نہیں۔ عمارت کے طول میں جو زیادتی کی گئی ہے۔ اس کو علیحدہ کر دو۔ بیرونی حلقہ کو بدستور سابق بنا دو۔ اور دوسرے جدید دروازے بند کر دو۔"

خلیفہ عبدالملک کو جب حضرت عائشہؓ سے منقول حدیث سنائی گئی تو وہ اپنے حکم پہ نہ صرف یہ کہکر نادم ہُوا بلکہ اس نے حجاج کو بھی بہت ڈانٹ پلائی۔

مورخین کا کہنا ہے۔ کہ ہارون کے والد مہدی یا بروایت دادا منصور نے حضرت مالک بن انسؓ سے دریافت کیا۔ کہ اگر حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ حدیث اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق کعبہ کو منہدم کر کے ابنِ زبیرؓ کے نقشے پر تیار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

حضرت مالک بن انسؓ نے فرمایا:۔

"امیرالمومنین بیت اللہ کو بادشاہوں کا کھلونا نہ بنائیے۔ کہ ان میں سے جب جس کا جی چاہے منہدم کرے اور مرضی کے مطابق تعمیر شروع کر دے اس سے کعبہ کی عظمت و ہیبت لوگوں کے دلوں سے جاتی رہے گی۔"

خلیفہ یہ جواب سُن کر چُپ ہو گیا۔ کعبہ کی موجودہ عمارت ابن زبیرؓ کے ہاتھوں کی تعمیر شدہ ہے۔ حجاج کی تبدیلی کے بعد کسی کو انہدام کی جُرأت نہیں ہُوئی۔ البتہ گزشتہ دنوں شاہ سعود والیِ حجاز نے کعبہ کی چھت کی مرمت ضرور کرائی ہے۔

یہ تھی خدا کے اس گھر کی تعمیری سرگزشت جسے مخالفین و مشرکین نے جب بھی نقصان پہنچانے کی سعی و کوشش کی تو ناکام ندامت و پشیمانی کے سوا کچھ بھی نہ پایا۔

کعبہ آج بھی موجود ہے اور ہمیشہ محفوظ و مامون رہے گا ؎

دُنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں یہ پاسباں ہمارا

(بقیہ زاویہ نگاہ صفحہ ۱۳ سے آگے)

یہ تو پہلے گروہ کا حال ہے۔ جو اسلام میں ترمیم کرکے اللہ پاک کی شریعت کو اپنے اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اب اس کے مقابلے میں ان دیندار مسلمانوں کو لیجئے جن کے نزدیک سلف صالحین اور اسوۂ رسولؐ کے نام سے اسلام کے گرد حصار کھینچنا اور حرکت و نمو کے ہر تغیر کی مخالفت کرنا ہی اصل اسلام ہے اسلام نے سلف کی پیروی اور تقویٰ کا یہ مفہوم کبھی پیش نہیں کیا۔ کہ مسلمان تمدن و ارتقاء کی جس دنیا میں بستے ہیں وہ اس سے بیعت فرما کر ڈیڑھ ہزار سال قبل کے عربی تمدن کی طرف لوٹ جائیں۔ دینداری اور تقویٰ کی یہ کتنی غلط تشریح ہے کہ جیسا لباس صحابہ کرامؓ نے پہنا ویسا ہی ہمیں بھی پہننا چاہیئے۔ جن سواریوں کو انہوں نے استعمال کیا ان ہی کو استعمال کرنا سلف کی سچی پیروی ہے جو کھانے انہیں مرغوب تھے اسی طرز کے کھانے ہمیں بھی مرغوب ہونے چاہئیں۔ غرض تہذیب و تمدن کے آداب و اطوار کی جو حالت آج سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل تھی اسی حالت کو ہمیں پھر پیدا کر لینا چاہئے۔ اور تغیرات دنیا میں پیدا ہو رہے ہیں ان سے ہم آنکھیں بند کرکے بیٹھ جائیں۔ اتباع سلف اور سنت کی پیروی کا یہ مطلب اسلامی روح اور اسلامی تقاضوں کے سخت خلاف ہے۔ اسلام نے تو کلی اصول پیش کرکے قالبوں کو اختیار کرنے کا معاملہ ہمارے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ تقویٰ نہیں ہے۔ جمود اور جہالت ہے۔ کہ ہم اسلامی اصول کی کارفرما طاقت کو نظر انداز کرکے جزئیات کو ایک جامد اور غیر متحرک شئے بنا کر رکھ دیں اور عصری رجحانات زمانہ کی رفتار اور وقت کے تقاضوں کو ٹھکرا کر اس عہد کی جانب لے جائیں۔ جس میں اس قسم کے حالات کو پیش آنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا مثال کے طور پر لباس اور خوراک کے مسئلہ کو لیجئے۔ اسلام نے لباس کی تراش خراش کپڑے کی نوعیت اور قیمت پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ اور نہ کسی مسلمان کو مجبور کیا ہے۔ کہ وہ اس قسم کا لباس پہنے۔ جس قسم کا لباس سلف صالحین نے پہنا تھا۔ خوراک کے متعلق بھی اسلام نے کوئی فہرست پیش نہیں کی لہٰذا پاکستان ہندوستان چین عرب افریقہ یورپ وغیرہ کے مسلمانوں کو بھی اجازت ہے کہ وہ اپنی تہذیب کی رعایت کرتے ہوئے جس قسم کا لباس چاہیں پہنیں۔ اور جس قسم کا کھانا چاہیں کھائیں۔ لیکن لباس اور خوراک میں جو اسلامی روح ہے وہ یقیناً ہر ملک میں باقی رہنا چاہئے۔ یعنی حلال و حرام کی تمیز لباس میں مرد ریشم کا استعمال نہ کریں۔ اس میں ستر پوشی اور جزرسی کا خیال ہو اور اس میں حرام کا کوئی پیوند نہ لگے۔ یہ شرط جس ملک کے لباس میں پائی جائیگی سمجھو کہ اسلامی روح اپنا کام کر رہی ہے۔ اسی طرح خوراک کا معاملہ ہے۔ ہر ملک میں مسلمانوں کے دسترخوان بچھے ہوئے ہیں جو قسم قسم کے کھانوں سے آراستہ ہیں لیکن ان سب میں حرام و حلال کا قانون اپنا کام کر رہا ہے۔ ان سب کھانوں میں اسلامی روح باقی ہے اور قالب اپنے اپنے ذوق کے مطابق اختیار کئے گئے ہیں۔

پس جو لوگ اسلام میں ترمیم کے خواہاں ہیں وہ ترقی پسند نہیں ہیں خبطی اور ایک قسم کے ذلیل نقال ہیں۔ اسی طرح جو متقی اور دیندار مسلمان سلف کی پیروی کا مفہوم یہ سمجھتے ہیں کہ وقت کے تقاضوں سے آنکھیں بند کرکے ہر مسلمان ڈیڑھ ہزار برس پیچھے چلا جائے وہ بھی متبع سلف نہیں ہیں۔ اسلام کی روح سے نابلد اور اسوۂ رسولؐ کی حقیقت سے قطعی بے خبر ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آج کل نئی روشنی اور اسلامی تقاضوں سے اور اصولوں سے بیخبر حضرات احقر کے اس مضمون کو مشعل راہ بنا کر احقر کو دعائے خیر میں یاد فرمائیں گے وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

توحید

صفحہ ۱۲ سے آگے

کا ذرہ ذرہ ہمارے اس عہد کے گواہ ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ عہد جھوٹا ثابت ہوا تو کل خدا کے ہاں دنیا کی ہر چیز ہمارے خلاف خدا کی عدالت میں گواہی دے گی۔ اور ہم ایسی بے بسی کے عالم میں وہاں کھڑے ہوں گے۔ کہ ایک بھی صفائی کا گواہ پیش نہ کر سکیں گے۔ خدا کی عدالت میں انصاف ہوگا۔ وہاں کی پولیس اور عدالت نہ رشوت خوار ہے، نہ سفارش سنتی ہے اور نہ ان سے کوئی جرم چھپ سکتا ہے۔۔۔

توحید کا اقرار ہمیں قیامت اور آئندہ زندگی کی ذمہ داریوں کے لئے پوری طرح تیار کر دیتا ہے۔

(بقیہ: غرور و تکبر صفحہ ۱۹ سے)

کرتا ہے۔ فخر و تکبر کے لاتعداد ہی نقصانات کیا بیان کروں۔ بس یہی کافی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور خاص طور پر مجھے اس موذی اور خبیث مرض سے محفوظ و مامون رکھے آمین۔

آخر میں ذیل کے چند اشعار فخر و تکبر کی مذمت کے لئے کافی ہیں۔ یہ لکھ کر قلم کو مجبوراً روکتا ہوں۔ ؎

تکبر کے دو وصف ہیں آشکار
کہ بڑھ جائیں دشمن تو گھٹ جائیں یار
طبیعت جس انساں کی ہو خود پسند
پسند اس کو کرتے ہیں کم ہوش مند
اکڑنے سے ناحق کو ٹوٹے گا سر
اگر در ہے نیچا تو جھک کر گزر

(بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۱۰ سے آگے)

اس قدر لاہور میں اندھا پن ہے۔

حضورؐ کے وصال کے بعد جب فسادات پیدا ہو گئے تو ان طریقوں کی ضرورت پیدا ہوئی۔ اور صوفیاء کرام نے ان کو ایجاد کیا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ پیروں اور مولویوں کی اکثریت کھوٹی ہے۔ حضرت امروٹیؒ جلالی مزاج تھے۔ ان کے پاس ایک پیر صاحب مہمان آ کر ٹھہرے۔ حضرتؒ نے پیر صاحب کی بڑی خاطر مدارات کی۔ وہ جانے لگے تو ان سے فرمایا کہ آپ کو کسی سے بیعت لینا جائز ہی نہیں۔ کسی کے دل میں گھسنا آسان کام ہے؟

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اللہ ہو کے پاک نام سے اپنے باطن کو صاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

نوٹ

مضمون نگار حضرات اپنے مضامین کاغذ کی ایک طرف اور خوشخط لکھا کریں۔ بعض اہم مضامین خوشخط نہ ہونے کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکتے۔ نیز مضمون نگار کا پورا پتہ بھی درج ہونا ضروری ہے۔ جواب طلب امور کے لئے واپسی کارڈ۔ یا لفافہ ارسال فرمائیں۔ مینجر

غرور و تکبّر

(از جناب قاضی عبدالحفیظ مبارک پوری کالونی مڈل سکول رحیم یارخاں)

تکبّر عزازیل را خوار کرد!
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

عزیز بچّو! آپ نے خاکساری کا مضمون پڑھا ہوگا۔ جس میں اس خاکسار نے خاکساری کے فضائل و کمالات واضح طور پر بیان کئے تھے۔ آج میں اس مہلک و موذی اور ضرر رساں مرض کے متعلق روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ جو ہر قالب کے قلب میں گھر کر چکا ہے۔ وہ کیا ہے؟ **تکبّر**۔ تکبّر مشتق ہے کبر سے جس کے لغوی معنی بڑائی اور بزرگی کے ہیں۔ ویسے اصطلاح میں خود بڑا بننا اور دوسروں کو حقیر و ذلیل اور کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔ غرور کی بھی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً کسی کو حسب و نسب پر غرور ہوتا ہے۔ کسی کو جوانی و شباب پر تکبّر ہوتا ہے۔ کسی کو حسن و جمال پر غرّہ ہوتا ہے۔ کسی کو حکومت اور افسریت کا عُجب ہوتا ہے۔ کوئی دولت و ثروت پر گھمنڈ کرتا ہے۔ کسی کو مال و جائداد میں نخوت آجاتی ہے۔ کوئی علم و فضل پر اتراتا ہے۔ اور کوئی زہد و تقویٰ پر ناز کرتا ہے۔ الغرض یہ خبیث مرض اتنا عام ہے کہ ہر عالم و جاہل، پیر و جوان، آقا و غلام، مرشد و مرید، امیر و غریب، دیہاتی و شہری اور صغیر و کبیر اس میں مبتلا نظر آئے گا۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ نے صریح و واضح الفاظ میں قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو۔ اب اگر ہم غرور و تکبّر کریں۔ تو یقیناً اس سے یہی مطلب سمجھا جائیگا۔ کہ ہم قرآنِ پاک کے خلاف قدم اُٹھا رہے ہیں۔ اور ارشادِ خداوندی کو جھٹلا رہے ہیں۔ تو بتائیے کس قدر حماقت اور احمقانہ پن کا ثبوت ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے۔ کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی حضرت آدمؑ و حوّاؑ کی اولاد ہیں۔ سیّد، مغل، پٹھان، فاروقی، عثمانی، صدیقی، انصاری، قاضی، شیخ سب کا سلسلہ نسب حضرت آدمؑ و حوّاؑ پر ختم ہوتا ہے۔ یہ ذاتیں اور خاندان تو محض تعارف اور شناخت کے لئے ہیں۔ فی الحقیقت غرور و تکبّر کا بانی شیطان مردود ہے۔ اور یہ تکبّر اسی کی جائداد تھی۔ لیکن اب تو ماشاء اللہ ہر ایک اسے اپنی جائیداد بنانے کے لئے ساعی و کوشاں ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا جس وقت خداوند کریم نے تمام فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتے اس، فرمان واجب الاذعان کی بجا آوری میں سربسجود ہوئے۔ مگر شیطان نے اس غرّہ و شیخی میں آکر کہ میں مقرب بارگاہِ الٰہی ہوں۔ میرے جیسی کسی نے عبادت نہیں کی نیز میں جنس آتش سے ہوں میں اس خاک کے پتلے کو سجدہ کیوں کروں اُس نے فرمانِ خداوندی کی نافرمانی کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس شیطان کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ دُنیا میں سب سے پہلا متکبّر اور مغرور شخص شیطان تھا۔ جس نے حضرت آدمؑ کو کمتر سمجھا۔ اور اپنی شخصیت کو بالاتر سمجھا۔ اب جو انسان بھی تکبّر کرتا ہے۔ گویا وہ شیطان کو اپنا پیر و مرشد مانتا ہے۔ اور خود مرید اور چیلا سمجھا جائیگا۔ قرآن حکیم میں مغرور و متکبّر لوگوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "حکم ہوگا کہ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے ہمیشہ رہنے کو اُس میں۔ سو کیا بُری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کی۔" حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں (لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ (مسلم) ترجمہ۔" وہ شخص جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی غرور ہوگا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس شخص میں غرور و تکبّر جاگزیں ہو جائے وہ ضرور ایک دن خود کو نیچا اور بُری طرح ہلاک دیکھے گا۔ حضرت رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "بڑائی خداوند تعالیٰ کی چادر ہے" اس لئے ہمیں چاہیئے۔ کہ غرور کو اختیار نہ کریں۔ کیونکہ فرعون، نمرود، شدّاد اور بڑے بڑے فرعونوں نے غرور کیا۔ لیکن خداوند تعالےٰ نے اُن تمام کو مسمار کیا۔ کاش! ہمارے سوٹڈ بوٹڈ اپٹوڈیٹ بھائی، حضور نبی کریمؐ کا طرزِ عمل مدّ نظر رکھیں اور اُن کے نقشِ قدم پر چلیں تو اُنہیں معلوم ہو جائے کہ حضورؐ کے اخلاق حسنہ کیا ہیں۔ سیّد کائنات، حضورِ اکرمؐ کسی کو بُلانے کے لئے اشارہ کرتے تو پورے پنجے کے ساتھ کرتے کیونکہ آپ فرماتے اُنگلی سے اشارہ کرنا تکبّر ہے۔ لیکن آج ہمارے بھائی سیٹیاں مار کر یا آنکھیں مار کر بُلاتے ہیں۔ کتنا افسوس کا مقام ہے۔ میں پتلون پہننے والے احباب کو طعن و تشنیع نہیں کر رہا۔ بلکہ لوگوں کی اکثریت اسی طرح کرتی ہے۔

انگریزی کی مشہور و معروف ضرب المثل ہے۔ Pride hath a fall یعنی غرور کا سر نیچا۔ ویسے بزرگانِ دین کا بھی عام قول ہے کہ بے عقل انسان اپنے آپ کو بڑا ظاہر کر کے ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اور عقلمند انسان اپنے آپ کو چھوٹا ظاہر کر کے عزت و بڑائی حاصل کرتا ہے۔ ایک بار حضرت رسول اکرمؐ سے پوچھا گیا۔ کہ تکبّر کیا ہے؟ تو آپؐ نے جواباً فرمایا تکبّر یہ ہے۔ کہ آدمی حق کو قبول نہ کرے۔ اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ غرضیکہ جس قوم کے سر میں سودائے فرعونیت پیدا ہو جائے وہ سرسبز ہونے نہیں پاتی۔

لہٰذا عزیز بچّو! مغرور شخص سے سب لوگ نفرت کرتے ہیں۔ اہلی موالی سب اُس کی صحبت سے بھاگتے ہیں۔ کیونکہ وہ دوسروں کی قابلیت اور اوصاف کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑھ چڑھ کر جانتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں واہ مجھ سے کون بڑھ سکتا ہے۔ یہ مَیں مَیں اور انانیّت اس کو خاکستر کر دیتی ہے۔ ہمیشہ اس چیز کو یاد رکھیں کہ ہم خاک سے پیدا ہوئے ہیں اور خاک میں ملا دیئے جائیں گے۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ وہ شخص کس طرح فخر کر سکتا ہے جو خاک سے پیدا ہُوا ہو اور پھر خاک ہی میں ملا دیا جائے گا اور چیونٹیاں اُس کو کھا جائیں گی۔

بھائیو! اسلام ہمیں انکساری اور اُفتادگی کی تعلیم دیتا ہے نہ کہ غرور و تکبّر کی۔ اسلام نخوت و گھمنڈ سے منع

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ : بارہ روپے ـــ ششماہی : سات روپے
سہ ماہی : تین روپے آٹھ آنے

شرح اشتہارات
آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم
اندرون ۳ روپے ″ ″ ″

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

خطبۂ جمعۃ المبارک

عوام میں دینی تہذیب و تربیت اور اُن میں صحیح اسلامی رُوح پیدا کرنے کی خاطر فیروز سنز ٹرسٹ لاہور کا مرتب کردہ نیا خُطبہ شائع ہو گیا ہے۔ ائمہ و خطیب حضرات اسے آج ہی بلا قیمت طلب فرما کر جُمعہ کے روز سامعین کو خُطبہ کے طور پر پڑھ کر سُنائیں ـــ عام حضرات چار آنے کے ٹکٹ بھیج کر ہر جمعہ کا نیا خطبہ طلب فرما سکتے ہیں۔

فیروز سنز ٹرسٹ لاہور

رفیع الشان

قرآن مجید مُترجم

اُردو زبان میں قرآن حکیم کے متعدد ترجمے اور تفسیریں موجود ہیں لیکن شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے بے مثل ترجمۂ قرآن اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کی جامع اور مکمل تفسیر کی بات ہی اور ہے۔ یوں سمجھئے کہ علم و معرفت کا ایک سمندر ہے جو کوزہ میں بند ہو کر سامنے آگیا ہے۔

تاج کمپنی نے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کے بےنظیر ترجمہ و تفسیر کو اس کی شان و عظمت کے مطابق بڑی تقطیع پر عکسی بلاکوں کیساتھ طبع کیا ہے۔ صفحہ کا طول ۱۵ انچ اور عرض ۱۰ انچ ہے عربی متن اور اردو ترجمہ و تفسیر کی کتابت اتنی جلی ہے کہ بڑی عمر کے لوگ بھی آسانی سے تلاوت کر سکیں۔

پتہ ذیل سے نمونہ کے صفحے مفت منگوا کر زیارت کیجئے
تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰۔ کراچی

جدید لغات القرآن بنام انوار القرآن

قرآن حکیم کے لغات کی کامل تشریح، مسائل ضروریہ کی تفصیل اور تمام جملوں کی توضیح سیپاروں اور آیات کی ترتیب سے سلیس اُردو میں دورِ حاضر میں یہ لغت بڑی مستند اور پسندیدہ مانی گئی ہے۔

قیمت دونوں جلد مکمل سات روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ
مولوی عبد الرحمٰن خطیب
جامع مسجد کوٹ فتح الدین خان قصور ضلع لاہور

فہرست مطبوعات انجمن

مجموعہ رسائل مجلد ۲۴ عدد	۲/۸	معہ محصول	۳/۸
خلاصۃ المشکوٰۃ مجلد	۱/۴	″	۱/۱۲
گلدستہ صد احادیث نبوی مجلد جیبی سائز	۵ر	″	۷ر
مجموعہ تفاسیر مجلد	۱/۸	″	۲/۰
حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب	۸ر	″	۱۴ر

ضرورۃ القرآن ۳ر — اصلی حنفیت ۲ر
اسماء اللہ الحسنیٰ ۵ر — بہشتی دوزخی کی پہچان ۲ر
مقصد قرآن ۳ — نجات دارین کا پروگرام ۳ر

رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے۔

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

فون نمبر ۶۵۹۰ تار کا پتہ

مصحف سائز

ایم ـ ایس اینڈ کمپنی حبیب گنج بادامی باغ لاہور

تذکرۃ العلماء نمبر

"مُسلمان" کا

ایک خاص نمبر بنام "تذکرۃ العلماء" شائع ہو رہا ہے۔ اگر کوئی دوست اپنے اپنے علاقہ کے علمائے کرام کے حالات و سوانح حیات لکھ کر بھیجیں گے، تو وہ ان کے نام کے ساتھ بہ شکریہ شائع ہوں گے۔ امید ہے کہ خود علمائے کرام بھی توجہ فرمائیں گے اور اپنے اپنے حالات لکھ کر ضرور بھیج دیں گے

نیازمند مینیجر: "مُسلمان" سوہدرہ
ضلع گوجرانوالہ ـ پنجاب پاک

پاکستانی مصنوعات

کی سرپرستی فرمائیں
چاند مارکہ بنیائن، لیڈی ویسٹ مفلر سویٹر وغیرہ
ہمیشہ استعمال کریں
منجانب
اسلام ہوزری فیکٹری
۱۳ ـ بی شاہ عالم مارکیٹ ـ لاہور

تالے، قینچیاں، چاقو، چھریاں و دیگر لوہے کا سامان تھوک و پرچون خریدنے کے لئے،

پاک لاک ہاؤس لاہور

سابقہ انڈین

ہول سیل ڈپو
۱۰ ـ اسی شاہ عالم مارکیٹ نزد حبیب بنک لمیٹڈ
فون نمبر ۶۰۶۳۷ ناغہ اتوار

پرچون دوکان
نیو دروازہ مسجد وزیر خان اندرون دہلی گیٹ لاہور
ناغہ جمعۃ المبارک فون نمبر ۲۴۲۷

قائم شدہ ۱۹۰۲ء

فون نمبر ۳۶۶۹

آپ کی قدیم و محبوب دکان

چائنہ مارٹ

دھنی رام روڈ انار کلی لاہور

جہاں آپ کو اعلیٰ درجہ کے ٹی و ڈنر سیٹ، شیشے کے لیمن سیٹ، پھولدان، فروٹ ڈش، ٹیبل و ہریکین لیمپ، سوغات اور نمائش کیلئے گڑیاں، دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔

خالص سونے کے بہترین زیورات

زرفشاں جیولرز

۳۴ ـ کمرشل بلڈنگ مال روڈ
لاہور

فون نمبر ۴۳۷۱

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا